رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۶ | شوال المعظم سنہ ۱۳۴۰ھ | جون سنہ ۱۹۲۲ء | جلد ۲۱

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپے ہندوستان سے باہر ساڑھے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے اڑھائی روپے ۲/۸

فہرست مضامین

بہائی مذہب اور اسلام - ۱۸۷ - ۳ - ۲۰

ذات باری تعالیٰ - ۲۰۴ - ۸ - ۲۰

افادات کتاب مجالس المؤمنین - ۹ - ۲ - ۱۲ - ۲

وہابیوں اور بدعتیوں کے ڈھکوسی بکھو - ۲۱۲ - ۲۱۵

کیا ہر نبی کیلئے کتاب لانا ضروری ہے؟ - ۲۱۵ - ۲۱۹

عدل و رحم متضاد نہیں - ۲۲۰ - ۲۲۶

اگر مسیح ناصری امریکہ تشریف لیجائیں - ۲۲۷ - ۲۲۹

مناجات خداوندی - ۲۳۰

خریداران رسالہ سے حساب کتاب ۲۳۱ - ۲۳۴

ڈاکٹر محمد صدیق صاحب سنوری (برہما)

خلاصہ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح

منشی خادم حسین صاحب خادم بھیروی

خواجہ جلال الدین صاحب شمس (مولوی فاضل)

مقتبس از مکتوب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل تعلیم یافتہ مصر

مولوی عبد الحی صاحب عتیق حیدر آبادی

مترجمہ خان مہر محمد خان صاحب نائب ایڈیٹر الفضل

اکمل

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر نظارت تالیف و اشاعت سے شائع ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خریداران ریویو آف ریلیجنز توجہ سے پڑھیں

۱۔ ماہ مئی کا پرچہ ان صاحبان کے نام وی پی کیا گیا تھا۔ جو ریویو آف ریلیجنز کے خریدار ہیں۔ اور جن میں سے بعض کے نام کئی سالوں سے بقایا چلا آتا تھا۔ اور جن کو بہت سا خرچ برداشت کر کے پہلے بذریعہ کارڈوں کے تمام حساب سے اطلاع دی گئی تھی اور یہ بھی عرض کی تھی کہ اوّل تو منی آرڈر بھیجدیں ورنہ وی پی ہونگے۔ اگر کوئی صاحب وی پی لینے کے لئے تیار نہ ہوں تو پہلے بتا دیں تاکہ ہمارا نقصان نہ ہو۔ باوجود اس تاکید شدید کے ۵۳۶ میں سے ۲۶۲ وی پی واپس آگئے اور اس طرح پر دفتر کو چالیس روپے نقصان ہو گیا۔ اگر یہ صاحبان ہمارے خطوط کے جواب میں ایک کارڈ لکھ دیتے کہ ہم وی پی لینے لئے تیار نہیں تو کیا اچھا ہوتا۔ افسوس ہے کہ برادران جماعت احمدیہ کی توجہ اس طرف نہیں کہ وہ اپنی معمولی سی سہل انگاری سے بہت سا نقصان کر دیا کریں۔ یہ وی پی واپس کرنے والے دوست بتائیں کہ اپنے اپنے ذمے کی قیمتیں کب ادا فرمائینگے اگر کوئی صاحب خدانخواستہ آئندہ رسالہ کے خریدار نہ رہنا چاہتے ہوں تو اطلاع دیں۔ اب اگلے مہینے سابق خریداران تشحیذ (حال ریویو اردو) کے نام وی پی ہونگے۔

۲۔ جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور قمطراز ہیں کہ مصلح دَور آخر والا مضمون (مندرجہ رسالہ ماہ مئی سنہ ۱۹۲۲ء) بہت مفید اور پسندیدہ ہے اسے ٹریکٹ کی صورت میں کم از کم پانچ ہزار شائع کیا جائے۔ مَیں صاحب موصوف کی قدردانی کا مشکور ہوں لیکن افسوس کہ احباب جماعت کی قدردانی کا جو علم اور تجربہ مجھے حاصل ہے اسکی بناء پر مَیں ایک ہزار کیا۔ پانسو بھی دوبارہ چھپوانیکی جرأت نہیں کر سکتا۔ اگر کم از کم چار سو درخواست آجائے تو چھپا دوں ایک ہزار کا خرچ تیس روپے ہے۔

۳۔ مفصلہ ذیل احباب نے تشحیذ کی بقیہ قیمت اعانت فنڈ میں دیدی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر دے۔

۲۳۔ جناب محمد رمضان صاحب ٹانک۔ ۲۴۔ چودھری عبدالرحمن صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ ۲۵۔ چودھری سربلند خان صاحب ملتان۔
۲۶۔ ماسٹر خیر الدین صاحب امرتی۔ ۲۷۔ شیخ فضل کریم صاحب حیدرآباد دکن۔ ۲۸۔ بابو فتح محمد صاحب گوگیرہ۔
۲۹۔ جناب نظام الدین صاحب داؤد پورہ۔ ۳۰۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کوہاٹ۔ ۳۱۔ میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری۔
۳۲۔ میاں محمد شریف صاحب ای اے سی امرتسر۔ ۳۳۔ ڈاکٹر عباداللہ صاحب لاہور۔ ۳۴۔ جناب منشی محمد عبداللہ صاحب لکھنؤ۔
۳۵۔ میاں عبدالرحمن صاحب خور۔ ۳۶۔ منشی سراج الحق صاحب پٹیالہ۔ ۳۷۔ خان ڈاکٹر محمد حسین صاحب سب جج علیگڈھ۔ ۳۸۔ چودھری سردار علی خان صاحب بمبئی۔
۳۹۔ بابو گلاب خان صاحب ڈپٹی پوسٹماسٹر کرنال۔ ۴۰۔ ملک فضل الٰہی صاحب مجوکہ۔ ۴۱۔ مولوی صدر الدین صاحب کوہاٹ۔ ۴۲۔ جناب جلیل احمد صاحب برہما۔
۴۳۔ میاں کریم بخش صاحب پٹواری۔ ۴۴۔ منشی محمد عبداللہ صاحب منگلخواں۔ ۴۵۔ حکیم سراج الدین صاحب شادیوال۔

۴۔ اگر کسی دوست کے نام دو رسالے پہنچتے ہوں تو وہ ضرور اطلاع دیں اور اپنا پورا پتہ اور نمبر ہر دو رسالوں کے لکھیں۔

۵۔ خط و کتابت و ترسیل زر اس پتہ پر ہو۔ مینیجر اردو ریویو آف ریلیجنز قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بہائی مذہب اور اسلام

(نمبر ۱)

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت میرا ارادہ ہے کہ چند نمبروں میں اہل بہا کے چند ایک دلائل کے متعلق کچھ بیان کیا جائے جو کہ وہ لوگ عموماً قرآن کریم کی آیات سے استدلال کر کے اہل اسلام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اُمت بہائیہ کیا کہتی ہے

سب سے پہلے میں آیت لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ اِذَا جَاءَ اَجَلُھُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ - سورہ یونس لیتا ہوں۔ یعنی ہر ایک امت کیلئے اجل مقرر ہے جب انکا وقت آتا ہے پس نہ تو وہ ایک ساعت پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اس آیت سے وہ یہ استدلال کرتے ہیں کہ ہر ایک اُمّت کے لئے اجل ہے یعنی موت ہے اور جیسے پہلی اُمّتیں مردہ قرار دی گئی ہیں اور اُن میں زندگی کی علامات باقی نہیں رہی ہیں ایسا ہی اُمت محمدیہ بھی ایک اُمت ہے وہ بھی اِس الٰہی قانون سے باہر نہیں رہ سکتی۔ اس لئے اب جناب بہاءاللہ صاحب کی بعثت کے بعد اُمت محمدیہ الٰہی قانون کے مطابق مردہ ہوگئی ہے۔ اور زندگی کی روح اس میں موجود نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اب نئی اُمت اُمّتِ بہائیہ کے نام سے دنیا میں جاری و ساری ہونے کیلئے خدا تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہے۔ اور اسی وجہ سے قرآن کریم منسوخ قرار دیا گیا کیونکہ فی زمانہ اسپر لوگ چل نہیں سکتے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم سے اب مُردہ قومیں زندہ نہیں ہوسکتیں۔ مسلمانوں کی ترقی روحانی و جسمانی رُک گئی ہے یا روک دی گئی ہے۔ جب مسلمان مر چکے ہیں۔ قرآنی شریعت ناقابل عمل ہو چکی ہے۔ تو ضرور ہے ایک نئی قوم پیدا ہو اور ایک ایسی شریعت کا دنیا میں نفاذ کیا جائے جو اس زمانہ کے لئے قابل عمل و آمد ہو اور اسپر دنیا چل بھی سکتی ہو۔ سو وہ قوم جو اَب پیدا کی گئی ہے وہ اُمت بہائیہ ہے اور موجودہ شریعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتاب الاقدس کی شکل میں دنیا میں رائج کر دی گئی ہے۔ اب اسی سے دنیا کی مردہ قومیں زندہ ہونگی یہ ہے خلاصہ ان دلائل کا جو انکی طرف سے پیش کیا جاتا ہے ؁

آیت کے ہر سہ الفاظ پر تدبّر

اس لئے یہ دیکھنے کیلئے کہ کہاں تک انکا استدلال درست ہے ہم کو اس آیت کے تین الفاظ پر غور کرنا پڑیگا۔ اوّل۔ کل۔ دوم۔ اُمّت۔ سوم۔ اجل۔

(ا) کل کے معنی سب۔ ہر ایک چیز۔ اسکی مثال خود قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے۔ ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ یقیناً اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ وھو بکل شیءٍ علیم۔ اور وہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔ ورحمتی وسعت کل شیءٍ۔ میری رحمت نے ہر ایک شے کا احاطہ کر لیا ہے ؁

(ب) کل کا لفظ بعض کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ اس کی مثال بھی قرآن کریم ہی سے ملتی ہے حضرت موسیٰ کی کتاب کے متعلق فرمایا وتفصیلاً لکل شیءٍ۔ تفصیل ہر شے کی ہے۔ یہاں ہر شے سے مراد تمام دنیا کے امور نہیں ہیں۔ بلکہ ہر شے سے مراد زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتی ہے کہ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی۔ انکا اسمیں تفصیل سے بیان درج ہے۔ اگر یہاں کل سے مراد ہر ایک چیز لی جاوے تو معنے غلط ہو جائینگے۔ کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے اوّل تو ہر ایک چیز کا بیان توریت میں موجود نہیں۔ پھر اگر ہدایت کے متعلق ہی محدود کر کے ہر ایک چیز مراد لے لی جاوے تو بھی درست نہیں کیونکہ جو ہدایت کی باتیں قرآن کریم میں درج ہیں وہ سب کی سب توریت میں درج نہیں اسلئے مجبوراً یہی معنی کرنے پڑینگے کہ بنی اسرائیل کے لئے جو باتیں ہدایت کے لئے ضروری تھیں انکا اس کتاب میں تفصیل سے بیان درج ہے اس سے ظاہر ہے کل کے معنی بعض یہاں مناسب معلوم ہوتے ہیں ؁

دوسری مثال۔ حضرت سلیمان کے متعلق آیا ہے۔ وَاُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ آیت[۱] سورہ النحل ہم ہر شے دئے گئے ہیں۔ یہاں بھی ہر شے سے مراد کل اشیائے دنیا نہیں ہیں بلکہ بہتات کے معنوں میں آیا ہے اور مفسرین نے بھی یہی معنی کئے ہیں یعنی مِنْ کُلِّ شَیْءٍ کثرۃً ما اوتی کے معنوں میں آیا ہے اور اِس فقرہ فُلَانٌ یَعْلَمُ کُلَّ شَیْءٍ کے معنی یہ ہیں کہ فلاں آدمی بہت علم رکھتا ہے ؁

دوسرا لفظ اُمّت ہے اُمّت کے معنی بھی مختلف قرآن کریم میں آتے ہیں۔ اُمّت جماعت گروہ[۲] اور انبیاء[۳] کے گروہ کو بھی اُمّت قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم۔ اسمٰعیل۔ اسحٰق و یعقوب علیہم السلام کو تلک اُمّۃٌ قد خلت فرمایا کہ یہ اُمّت تھی جو گذر چکی ہے۔ اور اکیلے حضرت ابراہیم[۴] کے متعلق بھی اُمّت کا لفظ دوسری جگہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ اُمّت کے معنی قوم کے بھی ہیں۔ اور اُمّت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انبیاء کے پیرووں کے متعلق بھی قرآن کریم میں آیا ہے۔ اُمّت محمدیہ کے متعلق فرمایا ہے وکذالک جعلناکم اُمّۃً وّسطاً اسی طرح ہم نے تم کو اُمّت وسطی بنایا۔

اجل ۔ کے معنی وقت ۔ عذاب ۔ اور موت کے قرآن کریم میں آتے ہیں مثلاً ولولا کلمۃ سبقت من ربک الی اجلٍ مسمیً لقضی بینھم اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے ہو چکی تیرے رب کی طرف سے ایک وقت مقرر تک البتہ اُن کے درمیان فیصلہ کیا جاتا ۔ دوسری جگہ فرمایا ہے ونقر فی الارحام مانشاء الی اجلٍ مسمیً الج آیت ۷۔ اور ٹھیراتے ہیں ہم اسکو رحم میں جیسا چاہیں ایک وقت مقرر تک واذ طلّقتم النّسآء فبلغن اجلھن جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنے وقت کو پہنچیں۔ اِن تینوں آیات میں اجل کے معنی وقت کے سوا اور نہیں ہو سکتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کل ہمیشہ ہر ایک چیز کے معنوں میں نہیں آتا۔ اور اجل کے معنی موت ہی کے نہیں ہیں بلکہ وقت کے بھی ہیں ÷

آیت کے صحیح معنی

اسلئے اس آیت کا ان معنوں کے رو سے یہ مطلب ہوا کہ ہر ایک اُمّت کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور اب یہ معلوم کرنا ہے۔ کہ وہ وقت کس بات کا مقرر ہے آیا موت کا وقت ہے یا عذاب کا وقت ہے۔ اگر قرآن میں اس آیت کے سیاق و سباق کو دیکھا جاوے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وقت عذاب کا ہے اور اس آیت کو اُمّت محمدیہ کی موت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ مثلاً اس سے پہلی آیت میں آیا ہے ویقولون متیٰ ھذا الوعدُ ان کنتم صٰدقین اور وہ کہتے ہیں وہ وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو۔ اُن کو جواب دیا جاتا ہے۔ قل لا املک لنفسی ضرًّا ولا نفعًا الاّ ما شاء اللہ ۔ لکل امۃٍ اجلٌ اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃً ولا یستقدمون۔ قل ارءیتم اِن اتٰکم عذابہ بیاتاً او نہاراً ماذا یستعجل منہ المجرمون۔ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ کہ میں اپنی جان کے واسطے نہ ضرر کا نہ فائدہ کا اختیار رکھتا ہوں مگر جو چاہے اللہ۔ ہر ایک اُمّت کے لئے وقت مقرر ہے اور جب انکا وقت آتا ہے پس نہ ایک ساعت پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ کہ کیا دیکھا تم نے اگر اس کا عذاب آوے تم کو رات کو یا دن کو تو کیا کرو گے کس سبب سے مجرم جلدی کرتے ہیں۔ اب ان آیات سے صاف پتہ لگتا ہے کہ کفّار اور مخالفین رسول کریم صلعم سے عذاب کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کہاں ہے وہ عذاب۔ جسکا آپ وعدہ دیا کرتے تھے۔ اگر آپ سچے ہیں تو وہ عذاب کیوں نہیں آتا۔ خداتعالیٰ کی طرف سے رسول کریمؐ کی زبان پر یہ جواب دیا جاتا ہے کہ کہ میں تو اپنے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ ہاں جو چاہے اللہ مگر ہر ایک اُمّت کے لئے جو انبیاء کی مخالفت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتی ہے۔ اور اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتی۔ اس عذاب کا جس کا تم مطالبہ کرتے ہو ایک وقت مقرر ہے اور جب وہ وقت آجائیگا تو پھر ایک گھڑی بھر بھی پیچھے نہیں رہ سکتے اور اے مجرمو اور کافرو تم کیا کر سکتے ہو اگر آجائے عذاب دن کو یا رات کو۔ جلدی کس بل بوتے پر مچا رہے ہو اگلی آیت میں فرمایا ہے کہ اب تو ایمان لانیکا وقت ہے مگر کیا تم لوگ اسوقت ایمان لاؤ گے جب وہ عذاب تم پر آجائیگا جسکی تم جلدی کرتے ہو۔ یہ ہے صحیح مطلب۔ اس آیت سے کہیں یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ انبیاء کی اُمّت کی موت کا ذکر ہے بلکہ صاف اور کھلے کھلے الفاظ میں عذاب کے وقت کا ذکر ہے اور اس عذاب کا ذکر ہے جو کفار لوگ رسول کریم سے آپ کے وعدہ کے مطابق مانگتے تھے۔ اگرچہ ایک اور آیت اسی مضمون کی ایک اور جگہ قرآن کریم میں آتی ہے سورہ الاعراف آیت ۳۵۔ اور اس آیت کے سیاق سباق سے متبادر آ معلوم نہیں ہوتا کہ یہاں پر عذاب کے وقت کا ذکر ہے مگر جب سورہ یونس کی آیت سے ملا کر دیکھا جاوے تو ولکل امۃٍ اجل کے یہی معنی کرنے پڑینگے جو اوپر کیئے گئے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی دوسری آیات جو اسی قسم کے مضمون کی ہیں عذاب ہی کی تعیین کرتی ہیں۔ مثلاً سورۃ الحجر آیت ۵۔ وَمَآ اھلکنا من قریۃٍ اِلَّا وَلَھَا کتابٌ معلوم ۰ مَا تسبق من اُمّۃٍ اَجَلَھَا وَمَا یستاخرون۔ نہیں تباہ کی ہم نے کوئی بستی مگر اسکے لئے نوشتہ مقرر ہے۔ نہ آگے بڑھ سکتی ہے کوئی جماعت اپنے وقت سے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔ اور پارہ ۱۸ سورۃ المومنون کی آیت ۴۴ بھی انہی معنوں کی تائید کرتی ہے۔ اسلئے جہاں تک میں نے غور کیا ہے اس قسم کی تمام آیات عذاب کے وقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو کہ کفار عرب پر آنے والا تھا۔ اور اگر اجل سے مراد موت ہی لے لی جاوے تو کل کے لفظ کی وجہ سے اُمّت محمدیہ اس سے باہر رہ سکتی ہے کیونکہ کُل کا لفظ ہمیشہ ہر ایک چیز کے لئے نہیں آتا۔ بلکہ بعض کے معنوں میں بھی آتا ہے۔

پھر اگر یہ بھی مان لیا جاوے کہ اُمّت محمدیہ باہر نہیں رہ سکتی اور اجل کے معنی موت ہی کے ہیں تو اس صورت میں ہم یہ کہتے ہیں کہ ضرور ہے اُمّت محمدیہ پر بھی ایک وقت موت کا آئے۔ سو اس کے لئے ہم قیامت کا وقت مقرر کرتے ہیں جبکہ ذات باری کے سوا کوئی چیز موجود نہ رہیگی سب کے لئے فنا مقرر ہے پس اُمّت محمدیہ کی اجل کا وہی وقت مقرر ہے جب آسمان اور زمین پر اجل مقررہ وارد ہوگی جیسا کہ آسمان و زمین کی اجل کے متعلق فرمایا ہے پارہ ۲۶ سورہ الاحقاف۔ ما خلقنا السمٰوٰتِ والارض وما بینھما الا بالحق واجلٍ مُسمّیً۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ درمیان اُن کے ہے مگر برحق اور وقت مقرر تک۔ اس لئے جب بموجب اس آیت کے آسمان و زمین کی مقررہ اجل آئیگی۔ اسوقت اُمتِ محمدیہ پر بھی اجل آجائیگی۔

اہلِ بہاء کا اعتراض اور اس کا جواب۔

اہل بہاء کہتے ہیں کہ آسمان سے مراد وہ کتاب آسمانی ہے جسکے نیچے لوگ رہتے ہیں اور زمین سے مراد وہ شریعت ہے جسپر لوگ چلتے ہیں۔ اسلئے شریعت اسلامیہ کی اجل مقررہ اس میں بیان کی گئی ہے۔ مگر ابھی تک مجھ کو کوئی زبردست دلیل ان معنوں کے متعلق نہیں دی گئی سوائے اس بات کے کہ قرآن کریم میں استعارات ہیں اسلئے یہ بیان بھی استعارات کے ماتحت ہی بیان کیا گیا ہے۔ ہم ان لیتے ہیں کہ قرآن کریم میں استعارات ہیں مگر جب تک کوئی زبردست دلیل اصلی الفاظ کو استعاری زبان میں تبدیل کرنے کی نہ ہو اسوقت تک ہم یہ بیان قبول نہیں کر سکتے۔ پس اہل بہاء کا فرض ہے کہ وہ اسپر دلیل لائیں اور حقیقت چھوڑ کر مجازی یا استعاری معنی لینے کی وجہ بیان کریں۔

اعتراض دوم اور اس کا جواب

ایک اور بات بھی پیش کی جاتی ہے کہ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ اُمّتِ محمدیہ پر اجل مقررہ آگئی ہے۔ مثلاً اسکی جاہ و حشمت کا جاتے رہنا۔ عام مسلمانوں کی روحانیت کا مفقود ہوجانا۔ اور ہر وقت اور ہر گھڑی پستی اور ذلّت کی طرف ڈھلکتے جانا۔ اور مسلمانوں کی موجودہ عملی حالت یہود کے مشابہ ہونا یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ اُمّتِ محمدیہ پر اجل مقررہ آگئی ہے۔

ہم اُن کی خاطر مان لیتے ہیں کہ واقعی مسلمانوں کی حالت سے یہ بات عیاں ہے کہ وہ لوگ مردہ قرار دیئے جائیں۔ اُنکے اعمال اُنکے اقوال و افعال سے یہودیانہ صفات کی بو آتی ہے۔ اور واقعی موت کے گڑھے میں گر چکے ہیں مگر اس امر کے متعلق قرآن کریم میں ایک پیشگوئی موجود ہے کہ اُمّتِ محمدیہ موت کے بعد زندہ کی جائیگی۔ سورہ البقرۃ آیت ۲۹۔ کیف تکفرون باللّٰہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ تم اللہ کا کیسے انکار کرتے ہو تم مردہ تھے۔ تم کو اس نے زندہ کیا۔ پھر تم کو موت دیگا۔ پھر تم کو زندہ کریگا۔ پھر اسکی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اس آیت میں اُمّتِ محمدیہ کو مخاطب کیا گیا ہے کہ اے اُمّتِ محمدیہ تم خدا تعالیٰ کا کیسا انکار کر سکتے ہو۔ تم نہیں جانتے؟ کہ تم ایک مردہ قوم تھے۔ کوئی زندگی کی علامت۔ کوئی زندگی کی روح تم میں موجود نہ تھی۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے تم کو زندہ کیا۔ اب پھر ایک زمانہ آنیوالا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب تم خود اپنی غفلتوں اور اپنی کوتاہیوں اور سستیوں کی وجہ سے اور قرآن کریم کو پس پشت ڈالنے کے نتیجے میں ایسے ہو جاؤ گے کہ تمہیں مردہ کہا جائے گویا تم مر جاؤ گے۔ تم میں روحانیت نہیں رہیگی تم میں طاقت نہیں رہیگی۔ تم میں سے جاہ حشمت کافور ہو جائیگی۔ اور تمہاری خصلتوں سے یہودیانہ صفات کی بو آئے گی۔ اسوقت تمہاری حالت ایک مردہ قوم کے مشابہ ہو جائیگی۔ تب خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ کے مطابق تم کو زندہ کریگا۔ اور پھر اس زندگی کے بعد تم پر کوئی موت نہیں ہے بلکہ اسکے بعد تم میری طرف زندگی کی حالت میں ہی لوٹائے جاؤ گے ؂

اس آیت کے معنی اور مطلب سے صاف عیاں ہے۔ کہ اُمتِ محمدیہ پر جو موت مقرر تھی۔ وہ آچکی ہے مگر یہ نہیں کہ موت کے بعد دیگر امم کی طرح زندہ ہی نہ کیئے جائیں۔ نہیں ایسا نہیں ضرور زندہ کیئے جائینگے اور زندہ کیئے گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی شکل میں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے؂ اس پر ایک تو یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ کیوں دیگر امم سے خدا تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ کو علیحدہ قرار دیا جبکہ دیگر امم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مر گئیں تو کیوں اُمتِ محمدیہ اس قانون الٰہی سے باہر ہے؟ اس کا جواب سہل ہے يفعل ما يشاء و يحكم ما يريد کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ اپنے کاموں کی نسبت پوچھا نہیں جاتا کہ کیوں ایسا کیا لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون اس نے اپنے وعدہ کے مطابق اُمتِ محمدیہ کو زندہ کر دیا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہو کیونکہ خاتم النّبیّین کی عظمت اسی کی مقتضی تھی ؂

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ جب آدمی ایک دفعہ مر جاتا ہے تو پھر اسی دنیا میں زندہ نہیں کیا جاتا۔ ایسا ہی جب اقوام دنیا میں مر جاتی ہیں تو پھر دوبارہ زندہ نہیں کی جاتیں۔ اور اگر زندہ کی جاتی ہیں تو دوسری صورت میں اور دوسرے نام پر زندہ کی جاتی ہیں۔ مثلاً یہودیوں کی موت کے بعد عیسائیت کی شکل میں بنی اسرائیل کو زندہ کیا گیا اور عیسائیت کی موت کے بعد اسلام کی شکل میں اُن کو زندہ کیا گیا۔ تیسرے یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ مردہ اقوام نئی کتاب اور نئی شریعت پر ہی زندہ کی جاتی ہیں موت کے بعد پہلی کتاب پر زندہ نہیں ہو سکتیں۔ اس دعویٰ پر آجتک میرے سامنے کوئی دلیل نہیں پیش کی گئی۔ اور نہ ہی کوئی قرآنی آیت کہ نئی شریعت پر ہی مردہ زندہ ہو سکتا ہے پہلی شریعت پر نہیں۔ اسکے لئے اوّل تو ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ صاحبِ شریعت نبی نہ تھے۔ اور قرآن کریم میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے مردے زندہ کیئے۔ اس لئے یہ بات بھی باطل ہو جاتی ہے کہ نئی شریعت پر ہی مردہ زندہ ہوتا ہے ؂

بعض اُمتوں کا بغیر نئی شریعت کے زندہ ہونا

پھر میں ایک اور مثال قرآن کریم سے پیش کرتا ہوں جس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثابت ہوتا ہے کہ اُمت موسیٰ علیہ السلام مرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے بعد زندہ کی گئی اور کوئی نئی شریعت اسوقت نہیں اُتاری گئی۔

مثال اوّل مثلاً قرآن کریم میں سورۃ البقرہ آیت ۲۴۴ میں آتا ہے الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔ کیا نہیں دیکھا تُو نے اُنکی طرف۔ جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے۔ موت کے ڈر سے۔ تو اللہ نے اُنکو کہا مر جاؤ۔ پھر اس نے انکو زندہ کیا یقیناً اللہ لوگوں پر فضل والا ہے پر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ یہ آیت بنی اسرائیل کے اس واقعہ کی یاد کو تازہ کرتی ہے جب کہ وہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ موت کے ڈر سے مصر کے ملک سے نکلے تھے۔ کیونکہ وہاں پر اُن کے مردوں کو مار دیا جاتا تھا۔ اور عورتوں کو زندہ رکھا جاتا تھا۔ اور اُن کے گلے میں غلامی کی زنجیریں ڈالکر اُن کو جکڑ رکھا تھا۔ سو اگر وہ وہاں سے نہ نکلتے تو موت لازمی نتیجہ اُنکی غلامی کا تھی۔ مگر وہ اُس موت سے ڈر کر نکلے ہزاروں کی تعداد میں بائیبل سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ جب بنی اسرائیل مصر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اپنے گھروں سے نکلے تھے وہ ہزاروں تھے۔ پھر اُنکو خدا تعالیٰ نے فرمایا موتو۔ مر جاؤ۔ یہ کیوں فرمایا بسبب اُنکی نافرمانیوں کے خود انہوں نے اپنے اعمال و افعال سے یہ بات پیدا کر دی کہ ان پر موت کا حکم وارد کر دیا جاوے جیسا کہ قرآن کریم میں دوسری جگہ آتا ہے سورہ المائدہ آیت ۲۲ سے ۲۷ تک میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو مقدس سرزمین میں داخل ہونیکا حکم دیا۔ اور انہوں نے لن ندخلھا حتی یخرجوا منھا کہکر حکم کی نافرمانی کی۔ بلکہ یہانتک سرکشی کی اور کہدیا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون پس جا تُو اور تیرا رب تم دونو جاکر لڑو یقیناً ہم یہیں بیٹھے ہیں اور اسکی سزا یہ ملی فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض فلا تاس علی القوم الفسقین۔ پس فرمایا تحقیق ان پر وہ زمین حرام کی گئی چالیس سال سرگردان پھرینگے زمین میں پس مت افسوس کر فاسقوں کی قوم پر۔ ان آیات میں اُنکی موت کی وجہ بتلائی گئی ہے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور اس نافرمانی کی سزا یہ ملی کہ چالیس سال تک انکو جنگلوں میں مارے مارے پھرنا پڑا۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وفات پائی اور جب چالیس سال کا عرصہ گذر گیا اور وہ نسل مر کھپ گئی نئی نسل جنگلوں میں رہنے کی وجہ سے توانا تندرست اور طاقتور ہو گئی اسوقت جا کر ثم احیاھم کے مطابق ان میں زندگی کی لہر دوڑائی گئی۔ تب جا کر انہوں نے ارض مقدسہ کو فتح کیا حضرت یوشع بن نون کے وقت میں۔ ان آیات سے بھی پتہ لگتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ نئی شریعت اور نئی کتاب پر ہی مردہ زندہ ہوتے ہیں *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثال دوم ایک اور مثال قرآن کریم سے میں دیتا ہوں۔ سورہ البقرۃ آیت ۲۶۰ میں حزقیل علیہ السلام کے متعلق ایک واقعہ آیا ہے۔ کہ آپ جب ایک بستی پر سے گذرے جو کہ ویران پڑی ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ سے پوچھا کہ یہ بستی کب اور کس طرح اپنی ویرانی کے بعد آباد ہوگی سو خدا تعالیٰ نے انکو ایک کشف کے ذریعے سے سو برس کے واقعات آئندہ بتلا دیئے کہ سو برس میں ایسا ہوگا۔ فرمایا فاماته الله مائة عام ثم بعثه۔ سو خدا نے انکو سو برس تک موت کی حالت میں رکھا پھر اٹھایا۔ یہ کشف کا واقعہ ہے اسلئے فرمایا فانظر الی طعامك وشرابك لم يتسنه۔ کہ کھانے اور پینے کی چیز کی طرف دیکھو وہ اسی طرح پڑی ہے سڑی نہیں اور اسپر زمانہ نہیں گذرا۔ بائیبل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے حزقیل باب ۳۷ خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا اور اس نے مجھے خداوند کی روح میں اٹھا لیا اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی مجھے اتار دیا...... فرماتا ہے کہ دیکھو میں تمہارے اندر روح داخل کرونگا اور تم جیوگے..... اور باب ۳۷ آیت ۱۱ میں ہے "تب اس نے مجھے کہا اے آدم زاد یہ ہڈیاں سارے اہل اسرائیل کی ہیں دیکھ یہ کہتے ہیں کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں اور ہماری امید جاتی رہی ہم تو بالکل فنا ہوگئے۔ اسلئے تو ان سے نبوت کر اور ان سے کہ خداوند یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے لوگ میں تمہاری قبریں کھولونگا اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالونگا اور اسرائیل کی سرزمین میں لاؤنگا" اب وہ شہر کونسا تھا جو ویران پڑا تھا وہ بیت المقدس تھا جبکہ بخت نصر نے ۵۹۹ قبل مسیح یروشلم کو تباہ و برباد کر دیا تھا اور اسی شہر پر حزقیل علیہ السلام کا گذر ہوا اسی کے زندہ ہونے کے متعلق پوچھا تو سو برس کی پیشگوئی کی گئی کہ قریباً ایک صدی میں یہ شہر آباد ہو جائیگا۔ سو ۵۱۵ قبل مسیح وہاں معبد بنا دیا گیا اور وہ قریباً ۸۵ برس کے عرصہ میں پھر وہ آباد کیا گیا۔ غرض ایک سو برس اس تباہی کے بعد یروشلم زندہ کیا گیا۔ حالانکہ کوئی نبی صاحب شریعت اسوقت بنی اسرائیل کو بابل کی قید سے چھڑانے کے لئے نہیں آیا تھا اور نہ ہی کوئی نئی کتاب شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰؑ کے وقت تک ملتی ہے جب کوئی کتاب شریعت کی نہ ہوئی تو ظاہر ہے کہ بغیر شریعت کے غیر تشریعی نبی کی معرفت ہی وہ قوم زندہ کی گئی تھی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ موت کا لفظ انپر وارد ہو گیا تھا جیسا کہ قال انّی یحیی هذه الله بعد موتها۔ اس نے کہا الله اس کو اسکی موت کے بعد کیونکر زندہ کریگا۔ اسی طرح اب بھی اگر امت محمدیہ پر موت وارد ہو چکی ہے اور مسلمان قبروں کے تنگ و تاریک گڑھوں میں گر چکے ہیں تو پھر کیا خدا تعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ دوبارہ زندہ کرے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کو زندہ کیا تھا بعد اسکی موت کے۔ اور واقعہ میں یہ ہے بھی درست کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے خدا تعالیٰ نے مُردوں کو قبروں سے نکال کر زندہ کیا۔ ان کی سوکھی ہوئی ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ ناامیدی کے بعد امید دلائی۔ اور فنا کے بعد حیات کا مزا چکھایا۔ کیا

کوئی ہے جو اس پر غور کرے اور تسلّی پائے ؁

اُمّتِ محمّدیہ۔ احمدیت میں زندہ ہوئی

الغرض اب بھی بموجب آیت کیف تکفرون باللہ مسلمان مرنے کے بعد زندہ ہوئے اور اسی پہلی کتاب یعنی قرآن کریم پر زندہ ہوئے ہیں۔ اور آج احمدیت کی شکل میں اُمّتِ محمّدیہ زندہ کی جارہی ہے۔ اور مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں اُن نبیوں کے ہاتھ پر مردہ قومیں زندگی نہ پائیں جو نئی شریعت نہیں لائے بلکہ ایک دفعہ اسی کتاب پر پہلے قوموں نے زندگی پائی اور ترقی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر قدم زن ہوئیں تو کیوں اب وہی کتاب ایک نئے غیر تشریعی نبی کے ذریعے قوموں کو زندہ نہ کرے۔ اور کتاب بھی وہ جس کے لئے فرمایا مبارک اور جس کے لئے ارشاد ہوتا ہے لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه۔

وحی تشریعی و غیر تشریعی دونو زندگی بخش ہیں

مردہ زمین کو زندہ کرنے کے لئے آسمانی پانی کی ضرورت ہے خواہ پانی کی کثرت، اور سیلاب پیدا کرنے کا ذریعہ ہو اور خواہ وہ اسی قدر ہو کہ زمین میں روئیدگی کی قوت پیدا کردے۔ اور قرآن کریم میں بارش کے پانی کی وحی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور کسی جگہ بھی شریعت کی تفریق نہیں کی گئی کہ وحی شریعت بارش ہوتی ہے اور وحی بغیر شریعت کے بارش نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک عمومیت کے رنگ میں وحی الٰہی کو بارش کی مثال میں خدا تعالیٰ نے جابجا پیش کیا ہے کوئی وجہ نہیں معلوم دیتی کہ ایسی مثالوں کو کیوں محض شریعت والی وحی تک محدود کردیا جاوے اور بغیر وجہ کے وسعت معانی کو ایک تنگ دائرے میں بند کردیں۔ قرآن کریم کے الفاظ کے معانی میں وسعت ہے انکو بجائے تنگ کرنے کے وسیع کرنا چاہیئے۔ مردہ زمین کے لئے یہ ضروری نہیں کہ شریعت والی وحی سے ہی زندہ ہوسکتی ہے۔ نہیں ہر ایک نبی کی وحی خواہ وہ شریعت والا ہو یا بغیر شریعت کے ہو زندہ کرنے کے لئے کافی ہے دنیا میں عام مثال بھی اسی خیال کو واضح کرتی ہے۔ کہ جب بارش کی کثرت ہوتی ہے تو ایک سیلاب عظیم آجاتا ہے اور تمام اونچی اور نیچی زمین کی وادیوں میں مینہ کا پانی جاری ہوجاتا ہے اگرچہ اس سیلاب سے ظاہری آنکھ کو یہ معلوم دیتا ہے کہ نقصان ہوجائیگا۔ مگر نہیں اللہ تعالیٰ کا ارادہ دنیا کی بھلائی میں ہوتا ہے اسکی مثال شریعت والے انبیاء کی وحی میں ملتی ہے۔ خاصکر انکی وحی میں جن کو جہاد کی اجازت دی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ اور آنحضرت صلعم کے زمانہ میں اس قدر وحی الٰہی کی بارش ہوئی کہ ایک قسم کا سیلاب عظیم آگیا۔ سینکڑوں کیا ہزاروں جانیں بھی ضائع ہوگئیں مگر اس سرسری نقصان کے بعد وہ سبزہ لہلہایا۔ یہاں تک کہ تمام مردہ زمین ایک چمنستان کی شکل میں سرسبز و شاداب ہوگئی۔ جیسا کہ فرمایا سورہ الرعد آیت ۱۸۔ انزل من السماء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ آسمان سے پانی اتارا پس اپنے اندازے پر پرنالے بہ نکلے۔ پھر سیلاب نے پھولی ہوئی جھاگ کو اٹھایا۔ اور یہ جھاگ اسکے مانند ہے جو زیور اور سامان بنانے کے لئے آگ میں گلائی جاتی ہے اس طرح اللہ حق اور باطل کو بیان کرتا ہے پس جھاگ ناکارہ شے کی طرح جاتی رہتی ہے اور وہ چیز جو کہ لوگوں کو نفع دیتی ہے وہ زمین میں رہتی ہے اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے۔ اب واقعات سے دیکھا جاوے وحی شریعت کی بارش ہوئی۔ اور سیلاب آیا۔ دشمنانِ اسلام سینہ سپر ہو کر اسلام کے مٹانے کے درپے ہو گئے۔ مگر اُن کی مثال جھاگ کی طرح تھی۔ جو کہ ایک ناکارہ چیز کی طرح کاٹ کر پھینک دی گئی۔ اور کارآمد چیز یعنی شریعت اسلام۔ آنحضرت صلعم۔ اور آپ کے صحابہؓ جو کہ تمام دنیا کے لئے نفع رسان تھے وہ قائم رکھے گئے۔

دوسری جگہ وحی الٰہی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۙ لِّنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ۝ (الفرقان آیت ۴۹-۵۰) اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا تاکہ اس سے مردہ شہر کو زندہ کریں اور جانور اور بہت آدمیوں کو پانی پلایا جاوے جن کو ہم نے پیدا کیا۔ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے الاعراف آیت ۵۸۔ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وہی ہے جو اپنی رحمت سے خوشخبری دینے والی ہوائیں آگے بھیجتا ہے یہانتک کہ جب بھاری بادل کو اٹھاتی ہیں اسکو ہم مردہ شہر کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر ہم اس سے طرح طرح کے میوے نکالتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو نکالتے ہیں تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ ان آیات میں وحی آسمانی کی پانی سے مشابہت دیکر مردہ شہر کو زندہ کرنیکا ذکر فرما کر بتایا ہے کہ ہم آسمانی وحی کے پانی سے مردوں کو بھی اسی طرح زندہ کیا کرتے ہیں۔ مجھے کوئی وجہ یہاں نظر نہیں آتی کہ کیوں معانی کو تنگ کر کے محض وحی شریعت ہی مراد لی جاوے۔ کیوں عام انبیاءؑ کی وحی مراد نہ لی جاوے جبکہ صاحبِ شریعت اور غیر شریعت ہر دو کی وحی آسمان سے ہی نازل کی جاتی ہے۔ اور ہر دو کی مثال بارش کے پانی سے ہی دی جاتی ہے۔ تو کیوں ایک وحی میں زندہ کرنے کی خاصیت پیدا کر دی جاتی ہے اور دوسری وحی کو اس سے خالی سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ سیلاب عظیم سے بھی اگرچہ تھوڑے سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقصان کے بعد مُردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے مگر بارش سے بھی جو وقت پر ہو اور سیلاب نہ پیدا کرسکے ضرور ضرور مُردہ زمین زندہ ہوتی ہے اور ہم ہر روز اس کی مثالیں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں *

ولکل امۃ اجل کے ایک اور معنے۔

ایک اور معنی بھی ولکلّ امۃٍ اجل والی آیت کے میں بیان کرنا ضروری خیال کرتا ہوں وہ یہ کہ یہاں اجل سے مراد موت ہی لے لیتے ہیں۔ اور اُمت کے معنی قوم کے۔ تو اس صورت میں یہ معنی اس آیت کے ہونگے کہ ہر ایک۔ قوم کے لئے اجل ہے اور جب اسکی اجل کا وقت آتا ہے تو نہ ایک ساعت پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں *

قوموں کا عروج و زوال ہوتا رہتا ہے

اب اگر واقعات کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو تاریخ کے اوراق اس قرآنی شہادت پر ایک زبردست گواہی دے رہے ہیں کسی زمانہ میں بابل والے بڑے عروج پر تھے مگر ولکل امۃ اجل کے ماتحت آج انکا عظیم الشان شہر عراق ریت کے نیچے دبا پڑا ہے۔ مصر میں فرعون اور اسکی آل نے بہت ترقی حاصل کی تھی اور بڑے بڑے بلند مینار قائم کیے مگر خدائی قانون کے ماتحت آکر وہ قوم بھی مٹا دی گئی۔ ایرانیوں نے ایران میں تمدن و تہذیب کے بڑے بڑے شہر بسائے۔ اور کسی وقت وہ دنیا کی متمدن ترین قوموں میں شمار ہوتے تھے مگر آج مشیت ایزدی کے ہاتھ نے اُنکی شہرت و ناموری کو مٹا دیا ہے۔ یونان و روم نے کیا کچھ ترقی نہیں کی ادھر آریہ قوم نے علم و ہنر اور تمدن و تہذیب کی بربط پر کیا کیا راگ گائے تھے۔ مگر سب ایک ایک کرکے اسی طرح خدائی قانون کی تیز چھری سے ذبح کر دیئے گئے۔ پھر عربوں نے اپنے زمانے میں دنیا کی رہنمائی کی باگ پکڑی مگر وہ ترکوں کے ہاتھوں تباہ کر دیئے گئے۔ ادھر ہندوستان میں خاندان مغلیہ نے وہ باتیں پیدا کی تھیں جنکی یادگار اگرچہ اب تک باقی ہے مگر اس سلطنت اور اس قوم کو ہندوستان میں ایک طرح تباہ ہی کر دیا گیا ہے۔ غرض ہر زمانہ قرآن کی صداقت کی گواہی صاف صاف الفاظ میں دے رہا ہے کہ آیت ولکل اُمّةٍ اجل درست اور راست ہے۔ اور اس موجودہ زمانہ میں اس کے اوتار اور چڑھاؤ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں *

اہل عرب کے لئے اس آیت میں پیشگوئی۔

دراصل اس آیت میں ایک پیشگوئی بھی مرکوز تھی کہ اے اہل عرب تمہاری اجل کا وقت آن پہنچا ہے جب تمہاری اجل مسمّٰی کا وقت آئیگا تو اسوقت سے تم نہ پیچھے رہ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔ سو یہ اجل کا وقت آیا اور قیدار کی ساری حشمت جاتی رہی۔ جبکہ اہل عرب کے ۳۶۰ بتوں کو اُن کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ جبکہ آنحضرت صلعم دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ یثرب سے نکل کر مکہ معظمہ میں بطور ایک فاتح کے داخل ہوئے۔ یہی وہ طاقت تھی جسکا وعدہ دیئے گئے تھے یہی وہ اجل تھی جو کہ قدیم طرز حکومت۔ قدیم طرز تمدن۔ قدیم رسوم اور پرانی لکیر پر چلنے والوں پر جاری کی گئی۔

اُمّت محمدیہ ہی زندہ رہے گی

اور اگر اُمّت کے معنی محض اُمّت انبیاء تک ہی محدود کر دیئے جائیں تب بھی اُمّت محمدیہ کے لئے کسی قسم کا خوف نہیں ہے۔ یہ اعلان ولکل امة اجل سب سے پہلے قرآن نے ہی آکر دنیا میں کیا تھا۔ کہ ہر ایک نبی کی اُمّت کے لئے موت مقرر ہے۔ اور کوئی قوم اِس موت سے بچ نہیں سکتی۔ کیونکہ سب سے پہلے رسول کریمؐ ہی کُل دنیا کی طرف نبی اور رسول بنا کر مامور کیئے گئے تھے اور کسی نے آنحضرتؐ سے پہلے یہ اعلان نہیں کیا یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ن الذی لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ھو یحیی و یمیت۔ یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں اے تمام لوگو! جس کی آسمان و زمین میں بادشاہی ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے۔ دوسری جگہ ایسا ہی اعلان ہے وما ارسلنٰک الا کافۃً للناس بشیراً و نذیراً و لکن اکثر الناس لا یعلمون۔ میں سب لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر کر کے بھیجا گیا ہوں۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ اِن ہر دو اعلانوں میں تمام دنیا کو مخاطب کر کے یہ تبلایا ہے کہ میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور بشیر اور نذیر ہوں۔ یعنی جو مانینگے اُنکے لئے خدا کی صفت یحیی کام کریگی اور جو انکار کرینگے اُن کے لئے نذیر ہوں یعنی اُن کے لئے خدا تعالےٰ کی صفت ممیت کام کریگی اور یہ درست بھی ہے کہ جن اُمتوں نے آپ کو مانا انہوں نے زندگی پائی اور جن امم نے آپ کی دعوت کو ٹھکرایا اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا پس آیت ولکل امة اجل میں انی رسول اللہ الیکم جمیعا کی طرح تمام انبیاء کی اُمتوں کو اعلان دیا گیا ہے کہ اے امم موجودہ تم سب کے لئے اجل مقرر کر دی گئی ہے میری بعثت کے بعد کوئی اُمّت بھی اپنی اجل مسمّٰی سے بچ نہیں سکتی اور ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتی ہاں یہ بات اُن کے لئے ہے جو میرا انکار کرینگے کیونکہ میں نذیر ہوں جیسا کہ فرمایا ہے وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً۔ پس منکرین ہی اجل مقدر کو پائینگے اور وہی تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے۔ مگر جو لوگ مانیں گے اُن کو کوئی خوف نہیں ہے کیونکہ میں ساتھ ہی بشیر بھی ہوں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُمّتِ محمدیہ ایک رسول کے ہاتھ پر دوبارہ زندگی پائیگی

اور اگر آیت ولکل امّۃٍ اجل سے آگے کی آیت پر غور کیا جاوے جو سورہ الاعراف میں ہے۔ تو وہاں یہ آیت درج ہے یٰبنی اٰدم امّا یاتینکم رُسُل منکم یقصّون علیکم اٰیٰتی فمن اتّقٰی و اصلح فلاخوفٌ علیہم ولا ھم یحزنون ۔ اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آوے اور تم پر میری آیتیں بیان کرے تو جو متّقی بنے اور اصلاح کرے اُن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے ۔ اِس آیت نے صاف بتادیا ہے کہ لوگ اجل مقدر سے بچ سکتے ہیں جب ان میں رسول آکر انپر آیتیں پڑھیں اور وہ متّقی بنجائیں اور اصلاح کریں تو پھر اس حالت میں اُن کو کسی قسم کے خوف کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی وہ غمگین کیئے جائینگے۔ کیوں کہ اجل مقدر سے بچالئے جائینگے ۔ اب اگر یہاں بھی ولکل امّۃٍ اجل سے انبیاءؑ کی اُمّت ہی کی موت مراد لیجائے اور ان میں اُمّتِ محمدیہ بھی شامل کرلی جاوے تو بھی نتیجہ صاف ہے کہ وہ لوگ اجل مسمّٰی سے بچالئے جائینگے جو نبی کو مان کر متّقی اور اصلاح کرنے والے ہونگے ۔ اور یہ بالکل درست ہے کہ جو تھی اُمّت محمدیہ میں اِن میں سے ہی رسول آیا جس نے آنکر اِن پر آیات اللہ کو پڑھا اور پھر جن لوگوں نے اس نبی کی آواز پر لبیک کہا اور متقی اور پرہیز گار بن گئے تو واقعہ میں وہ اجل مقدّر سے بچالئے گئے جو اُمّتِ محمدیہ پر واقعہ ہوگئی تھی ۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیت کیف تکفرون باللہِ وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ۔ اور آیت یٰبنی اٰدم امّا یاتینکم نے صاف طور پر بتلادیا ہے کہ موت کے بعد انہی میں سے رسول آنے پر زندہ کیئے جائینگے اور غم و حزن سے ماننے والے اور متّقی و پرہیز گار بچالئے جائیں گے ۔

اُمّتِ محمدیہ کی دوبارہ زندگی کے لئے نئی شریعت کی ضرورت نہیں

ایک اعتراض اسپر کیا گیا ہے۔ کہ جسطرح پہلی دفعہ اُمّتِ محمدیہ ایک نئی کتاب پر اور ایک نئے رسولؐ کے ہاتھ پر زندہ ہوئی تھی ۔ اسی طرح اب بھی اُمّتِ محمدیہ ایک نئی کتاب پر اور ایک نئے ہی رسول پر زندہ ہوگی ۔ اور اُمّتِ بہائیہ کی شکل میں ۔ مگر ہم کہتے ہیں پھر یہ اُمّت محمدیہ نہ رہی ۔ بلکہ اُمّت بہائیہ ہوگئی ۔ اور اُمّتِ محمدیہ پر تو بہرحال اجل مسمّٰی کا فتویٰ لگ گیا ہمیشہ کے لئے دیگر اُمم کی طرح تباہ ہوگئی اور اب کوئی اہمیت اُمّت محمدیہ کی نہ رہی ۔ حالانکہ قرآن کریم کی آیات سے اور احادیث سے اس کے برعکس ثابت ہوتا ہے کہ اُمّت محمدیہ ہی دوبارہ زندہ ہوگی اور اُمّت محمدیہ ہی برقرار رہیگی ۔ اور اس اُمّت کے بعد کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اُمّت نہیں ؞

اور اگر ان الفاظ کو قدرے بدل دیا جاوے، تو بات نہایت صاف ہو جاتی ہے۔ بجائے اسکے کہ امّتِ محمدیہ ایک نئی شریعت اور ایک نئے نبی کے ہاتھ پر زندہ کیجاوے۔ کیوں نہ اسطرح کہدیا جاوے کہ اُمّتِ محمدیہ جسطرح کہ پہلی بار قرآن کریم کی شریعت سے اور رسول کریمؐ کے ہاتھ پر زندہ ہوئی اسی طرح اب بھی موت کے بعد قرآن کریم اور رسول کریم صلعم کے ہی ہاتھ پر دوبارہ بعد از موت زندہ ہوگی۔ وہی قرآن ہے۔ وہی رسول ہے اسلئے جبکہ پہلی دفعہ قرآن کریم نے اعجازی رنگ میں، زندگی کی لہر اہل عرب میں دوڑادی تھی اسی طرح اب بھی قرآن دوبارہ زندگی کی رُوح اُمّت محمدیہ میں احمدیت کے رنگ میں نمودار کر رہا ہے۔

رسول کریمؐ کی بعثت ثانیہ نے اُمّت محمدیہ کو زندہ کردیا

اور قرآن کریم کی دیگر آیات بھی میرے اس خیال پر شاہد ہیں مثلاً سورۃ الجمعہ کی آیات هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ٥ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ وہ خدا ہے جس نے اُمیّوں میں انہی میں سے رسول بھیجا۔ انپر اسکی آیات پڑھتا ہے اور انکا تزکیہ کرتا ہے۔ اور اُنکو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ تحقیق وہ اِس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے اور دوسرے لوگوں میں بھی جو ابھی اِن سے نہیں ملے۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ اِن آیات میں رسول کریم صلعم کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ رسول ایک اور گروہ میں بھی آیات پڑھیگا۔ اُنکو بھی کتاب و حکمت سکھائیگا اور یہاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی رسول کسی اور زمانہ میں بھی کتاب و حکمت سکھائیگا۔ تقدیر عبارت خواہ یوں ہو کہ بعث فی الامیین و یبعث فی الاٰخرین اور خواہ یوں کہ یعلم الامیّین و یعلم اٰخرین منہم بہردوصورت رسول کریم کی بعثت ثانی ایک اور گروہ میں ثابت ہے۔ سو اِس وقت آنحضرت صلعم کے بروز حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے آنکر آیات الٰہی اس زمانہ کے لوگوں پر پڑھی ہیں۔ اس وقت کے لوگوں کا تزکیہ نفس کیا ہے۔ وہی کتاب جو آج سے ۱۳۰۰ سو برس پہلے عرب کے امیوں کو سکھائی گئی تھی۔ وہی ہاں ٹھیک وہی کتاب آج احمد نبی اللہ نے اس وقت ہم لوگوں کو سکھائی۔ اور حکمت و معرفت کی باتوں کی تلقین کی۔ اور حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وجود کو علیحدہ پیش نہیں کیا بلکہ فرمایا ہے کہ میری بعثت خود رسول کریمؐ کی بعثت ثانوی ہے۔ میرا آنا رسول صلعم کا ہی آنا ہے۔ میرا علیحدہ وجود کچھ بھی نہیں ہے ع وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے۔ اور فرمایا کہ وہ آقا [illegible] خادم ہوں۔ وہ مالک ہے میں غلام ہوں۔ وہ اصل ہے میں اسکا عکس ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر جس طرح خادم آقا سے جدا نہیں۔ عکس اپنے اصل سے کوئی علیحدہ شے نہیں اسی طرح میں بھی گویا وہی محمد رسول اللہ ہوں جو آج سے ۱۳۰۰ برس پہلے عرب میں مبعوث ہوا تھا۔ جیسا کہ فرمایا ع۔ منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبیٰ باشد۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں ومن فرّق بینی و بین المصطفیٰ۔ فما عرفنی وما رأی اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے دوسری جگہ بھی فرمایا ہے فثبت من ھذا ان المسیح الموعود مظھر للحقیقۃ المحمدیۃ ونازل فی الحلل الجلالیۃ فلذالک عُدّ ظھورہ عند اللہ ظھور نبیہ المصطفیٰ۔ خطبہ الہامیہ۔ معنی پس یہاں سے ثابت ہوا کہ مسیح موعود محمدی حقیقت کا مظہر ہے اور جلالی جاموں میں نازل ہوا اسی لئے خدا کے نزدیک اسکا ظہور بھی مصطفیٰ کا ظہور مانا گیا ہے۔ اسی طرح یہ حدیث اسکے باپ کا نام آنحضرتؐ کے باپ کا نام ہوگا اور اس کا نام آپکے نام پر ہوگا۔ اور ماں کا نام آنحضرتؐ کی ماں کا نام ہوگا اور اسکا نام آپکے نام پر ہوگا۔ اور یہ کہ وہ میری قبر میں دفن ہوگا۔ یہ ہر دو حدیثیں کمال یگانگت کی طرف اشارہ کرتی ہے +

ایک معنوں میں نئی کتاب آگئی

اگر نئی کتاب کے لئے ایک اور طرز پر غور کیا جاوے تو حضرت مرزا صاحبؑ نے واقعی ایک نئی کتاب موجودہ دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ اگرچہ کتاب تو قرآن کریم ہی ہے مگر اسکے معانی۔ اسکے اسرار و نکات۔ اسکی تفسیر اور اسکے معارف جو اسوقت حضرت مرزا صاحبؑ نے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں اسکی وجہ سے دنیا کہتی ہے کہ مرزا صاحبؑ کا نیا قرآن ہے۔ انکی نئی کتاب ہے۔ جو جدید کلام۔ جو جدید تفسیر اور جو پر معارف حقائق حضرت مرزا صاحبؑ نے پیش کئے ہیں انکی وجہ سے واقعی ان موجودہ مسلمانوں سے گویا ایک نیا قرآن دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور انہوں نے علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے۔ اسوجہ سے یہ بھی کہنے کی گنجائش نہ رہی کہ نئی کتاب ہی ضروری ہے۔ پھر جو حضور علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی وہ بھی نئی ہے۔

زندگی بخش جام احمدؐ ہے

حضرت مرزا صاحبؑ نے خود دعویٰ فرمایا ہے کہ واعطیت صفۃ الافناء والاحیاء من الربّ الفعّال۔ مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی۔ یہ ایک جگہ اپنے متبعین کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ گویا آخری زمانہ میں خود بنفس نفیس حضور ہی تشریف لادینگے وہی قرآن۔ وہی کتاب اور وہی حکمت انکو سکھلائینگے جو کہ عرب کے اُمیوں کو سکھائی گئی تھی۔ اس زمانہ میں دوبارہ آپ نے ہی اُمت محمدیہ میں زندگی کی روح ڈالی ہے اور اب احمدیت کی شکل میں دنیا میں پھل پھول رہی ہے +

نئی شریعت کی ضرورت نہیں

ایک جواب اور بھی ہوسکتا ہے کہ نئی کتاب کی اسلئے ضرورت نہیں ہے کہ جو حالت اہل عرب کی بعثت آنحضرت صلعم سے پہلے تھی یعنی ۳۶۰ بتوں کی پرستش۔ طرح طرح کے رسوم و توہمات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ں مبتلا ہونا۔ قتل وخونریزی کا بازار گرم۔ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت میں شرک کی ملاوٹ یہ سب باتیں مجموعی طور پر موجودہ مسلمانوں میں موجود ہیں۔ بُت پرستی اور اُس قسم کا شرک جو کہ اہل عرب میں موجود تھا بالکل ہی مفقود ہے اسواسطے اب کسی ایسی نئی کتاب کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ پہلی جیسی حالت جو نہ ہوئی۔ اسوجہ سے پہلی ہی کتاب کافی ہے۔ پھر معترض کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ہمیں دکھائے شریعت محمدیہ میں کونسا نقص ہے جو اس میں ترمیم وتنسیخ کی ضرورت ہے اور کونسی شریعت اس سے بڑھ کر مکمل ومفصل ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ کوئی خوبی اور کمال کی بات کسی مذہب والا ایسی نہیں پیش کرسکتا جو پہلے سے شریعت محمدیہ میں موجود نہ ہو بلکہ اس سے بڑھ کر بات ہم دکھائینگے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وحی بھی اسپر گواہ ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا یُحیِی الدّین ویقیم الشریعۃ زندہ کریگا دین کو اور قائم کریگا شریعت کو۔ البشریٰ صفحہ ۲۲۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے واعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ نئے سرے سے دین کو زندہ کرتا ہے۔ البشریٰ صفحہ ۲۷۔ ایک اور جگہ یہ فرمایا۔ "حقیقت میں ہزار سالہ موت کے بعد جو اب احیاء ہوا ہے اسمیں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں"۔ وحی الٰہی البشریٰ جلد دوم صفحہ ۶۸ ؎

احمدیہ جماعت کی زندگی احمدیہ جماعت کی زندگی کے متعلق مجھے کہا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ میں کوئی بھی زندگی کی علامت نہیں ہے۔ مگر بلا دلیل اور بغیر برہان کے یہ بات کہی گئی ہے۔ اس کا آسان جواب یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں زندگی کی ہر علامت موجود ہے اور جہانتک میں نے زندگی کی علامات پر غور کیا ہے جماعت احمدیہ میں موجود پائی ہیں ہاں اگر کبھی اس امر پر بحث ہوئی کہ زندہ اور مردہ میں کیا فرق ہے تو اسوقت انشاءاللہ تعالیٰ لکھا جاویگا۔ اور اُمّتِ بہائیہ کے متعلق اسوقت بتایا جاویگا کہ اس کی کیا حیثیت دنیا میں ہے۔ مزید برآں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ برہمو سماج والوں یا موجودہ زمانہ کے بولشوک اور سوشلسٹ فرقہ کے ممبروں کے سامنے اگر بہائی مذہب کو پیش کیا جاوے تو وہ بھی اسی طرح اہل بہاء کے متعلق رائے ظاہر کرینگے اور احمدیہ جماعت کے متعلق ایسی رائے نہایت ہی تعصب میں ڈوبی ہوئی آنکھ کے ذریعے واقعات کو نہ دیکھ کر قائم کی گئی ہے۔ ورنہ اگر ذرا انصاف اور خدا ترسی کو کام میں لایا جاوے تو فوراً یہی خیال ظاہر کرنا پڑیگا کہ جماعت احمدیہ فی الواقعہ ایک زندہ جماعت ہے اس میں نشوونما کی طاقت اور اپنے اندر ہر قسم کے لوگوں کو جذب کرنیکی قوت جاذبہ موجود ہے اور دنیا میں نہایت سرعت سے ترقی کی طرف قدم بڑھائے چلی جاتی ہے ؎

اہل بہاء کے پاس اپنی زندگی کا کوئی ثبوت نہیں ہاں اگر اہل بہاء کے متعلق مجھ سے دریافت کیا جاوے کہ انہوں نے کیا ترقی کی ہے تو یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ باوجود اسوقت ہر طرح امن ہونیکے

بھی یہ لوگ اپنے تئیں ظاہر نہیں کرتے۔ ہر ایک کے سامنے اپنے خیالات رکھ نہیں سکتے۔ نہ ہی ان لوگوں میں کوئی اخلاقی قوت ایسی ہے کہ جماعت احمدیہ کی طرح اپنے خیالات کا مناسب موقع پر اظہار کر سکیں بلکہ ہمیشہ فری میسنوں کی طرح خفیہ خفیہ کارروائی کرتے رہتے ہیں اور کوئی ظاہری امتیاز ان میں موجود نہیں ہے کہ بیرونی دنیا کے لوگوں سے ممتاز کئے جاویں اس لئے ایسی صورت میں اگر ان کی کسی قدر زیادہ تعداد بھی دنیا میں موجود ہو تو وہ نہ ہونے کے برابر قرار دی جا سکتی ہے۔ گویا یہ لوگ ایک قسم کے مردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ اور جس قدر تعداد اہل بہاء کی بیان کی جاتی ہے اگر اس تعداد کو بلا کسی عذر اور حیلے کے درست بھی مان لیا جاوے تو بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے محض ہندوستان میں اہل بہاء کی طرح کے غیر احمدی۔ اتنے احمدی ہونگے کہ اگر ان کو اہل بہاء کی طرح احمدیہ جماعت میں شمار کر لیا جاوے تو اہل بہاء سے جماعت احمدیہ کی تعداد بڑھ سکتی ہے اور پھر جس قسم کے یہ لوگ امریکہ میں موجود ہیں اگر اس قسم کے احمدی ہم بھی وہاں پر بنانے لگ جاویں ان سے زیادہ نہیں تو ان کے برابر چند سالوں کی کوشش سے احمدی لوگ ہو سکتے ہیں۔ اب میں اس مضمون کو ایک حدیث پر ختم کرتا ہوں جو رسول کریم نے بیان فرمائی جبکہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اُتر چکی تھی ارشاد ہوتا ہے

انا اٰخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم (ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال)

میں آخری نبی ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی مستقل و صاحبِ شریعت ایسا نہیں ہوگا جو اپنا الگ قبلہ الگ کلمہ اور الگ اُمت بنائے کیونکہ تم ہی آخری اُمت ہو۔ پھر سوا لاکھ سے زیادہ اصحاب کے سامنے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اعلان فرمایا ایھا النّاس لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم اے لوگو! میرے مقابل پر کوئی نبی تشریعی نہیں آنے والا اور نہ تمہارے بعد کوئی اُمت ہے ٭

(صدیق)

تحقیق امام آخر الزمان } شیعہ معتبر و مستند کتب میں امام آخر الزمان کے متعلق جو روایات ہیں ان کو ایک ترتیب خاص سے جمع کر کے بتایا گیا ہے۔ کہ شیعہ کی امید موہوم ہے۔ اب ویسا مہدی کوئی نہیں آنے والا البتہ جو آنیوالا تھا وہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کے وجود باجود میں آگیا۔ چنانچہ آپ پر نشانات مرویات شیعہ سے منطبق کر کے دکھائے گئے ہیں اور وفات مسیح کا ثبوت دیا ہے یہ رسالہ تبلیغ شیعہ و اتمام حجت علی الشیعہ کے لئے غائت درجہ مفید ہے۔ میں سمجھا ختم ہوگیا لیکن چند کاپیاں سٹاک سے نکل آئی ہیں۔ دس آنے فی جلد دیا جائیگا

مینجر تشحیذ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذاتِ باری تعالیٰ

خلاصہ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح

برجلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۱ء

(نمبر ۲)

رؤیت کا ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبح و شام کو جو تجلّی ہوگی تو یہ نماز ذریعہ سے ہوگی کیونکہ خدا تعالیٰ کا فعل انسان کے فعل کے مقابلے میں ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا ہے۔ کہ فجر اور عصر کی نماز کی خاص طور پر پابندی کرو اسکے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ نماز جماعت ہے۔ نماز جماعت چھوڑو دوسرے کامل توجہ اور نیت سے نمازوں میں نہیں کرسکتے تو ان دو میں تو ضرور کرلو (ترمذی ابواب صفۃ الجنۃ)

رؤیت کا فائدہ ہر رؤیت انسان کے اندر تغیر پیدا کرتی ہے۔ فرمایا وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربہا ناظرۃ (قیامۃ ع ۱) پس رؤیت باری ترقیات مدارج کے لئے ہے۔ حدیث میں آتا ہے جب ان پر خدا تعالیٰ کی تجلّی ہوگی۔ تو انکی خوبصورتی بڑھ جائیگی۔ یہانتک کہ ان کے اہل کہینگے۔ کہ تمہاری تو صورت ہی بدل گئی ہے۔ تو وہ کہینگے۔ کہ ہم کیوں خوبصورت نہ ہوں جبکہ ہم خدا تعالیٰ کے پاس سے آئے ہیں (ترمذی ابواب صفۃ الجنۃ) اس سے مراد روح کا تغیر بھی ہے۔ دنیا میں بھی اہل اللہ کی روح میں تغیر پیدا ہوتا ہے۔ اور ظاہری طور پر بھی خوبصورتی آجاتی ہے۔

سوال چیز تو ہم نے دیکھی نہیں صرف صفات کی تجلّی ہوئی ہے تو یہ ایک وہم اور دھوکہ ہے۔ اور اس کا کوئی فائدہ نہیں؟

جواب اور رؤیت کے فوائد۔ وہ غیر محدود ہستی ہے۔ اس کا جلوہ محدود ہوتا ہے یہ دھوکہ نہیں ہے اس کی مثال سورج ہے۔ سورج کو اصل میں کسی نے نہیں دیکھا۔ بلکہ روشنی آہستہ آہستہ لاکھوں میل تک پہنچتی ہے سورج اگرچہ کروڑہا میل دور ہے لیکن اسکی روشنی سات سیکنڈ میں پہنچتی ہے اور سورج ہمیں دکھائی دیتا ہے مگر اس کے درجہ چڑھنے سے پہلے اوپر ہوتا ہے اسیطرح ڈوبنے سے پہلے سات سیکنڈ پہلے ڈوب جاتا ہے صرف شعاع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتی ہے تو یہ اسکی ایک تجلی ہوتی ہے پس صفات کو دیکھ کر جو فائدہ ہم حاصل کر سکتے ہیں وہی جلوہ سے ہو جاتا ہے۔ پھر سورج ہے کروڑوں میں کا لیکن بہت چھوٹا سا دکھائی دیتا ہے پنجابی میں بھی سورج کے متعلق مثل ہے (تارا کھاری چند گھماں سورج دا کوئی اوڑک ناں) پس کیا سورج کو دیکھنا ہمارا وہم ہی ہے اور یہ بے فائدہ ہے ہرگز نہیں۔

دوسرا فائدہ: جو صفت ہمارے سامنے آتی ہے اس کا اثر ہمارے دل پر آتا ہے اور اس میں ایک تغیر پیدا ہو جاتا ہے یہ غلط ہے۔ کہ اس کا اثر نہیں ہوتا۔ پھر گھروں میں فوٹو کھینچوا کر رکھ لیتے ہیں آخر ان کا کچھ تو فائدہ ہوتا ہے۔ پس جب وہمی نظارہ فائدہ دے سکتا ہے تو حقیقی جلوہ کیوں فائدہ نہیں دے سکتا۔

تیسرا فائدہ: تجلی خود خرق عادت ہوتی ہے۔ اس قانون قدرت کے علاوہ اور چیزیں معلوم ہو جاتی ہیں جو رنگ یہاں نہیں دیکھا جا سکتا اس حالت میں دیکھا جا سکتا ہے یہانتک کہ بعض اوقات اپنے آپ کو لا محدود بھی دیکھ لیتا ہے۔

سوال اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ان صفات کا علم حاصل ہونے سے ہمیں عملی طور پر کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے خزائن کھلے پڑے ہیں تو ہم انکو کس مصرف میں لائیں؟

جواب پہلا فائدہ۔ جس بندہ کو خدا تعالیٰ کی صفات معلوم ہو جائیں۔ خواہ وہ ان پڑھ ہی ہو اس کی دنیا میں کچھ اور ہی حالت ہو جاتی ہے۔ اور وہ سائنس دانوں پر بھی فوقیت لیجاتا ہے۔ اسکی مثال ایسی ہے۔ کہ جیسے ہمیں ایک ٹانگہ کی ضرورت ہے۔ تو اگر ہمیں کوئی اڈا معلوم ہو جائے۔ تو دل کو تسلی ہو جائیگی کہ وہاں ٹانگہ مل جائیگا۔ اسی طرح ایک شخص بخار سے بیمار ہو اگر اسکو بخار کا علاج آتا ہے تو وہ کریگا اور اسے ایک حد تک تسلی ہوگی کہ میں بچ جاؤں گا اور ایک شخص جس کو علاج ہی معلوم نہ ہو وہ بہت پریشان ہوگا اور اس کا مرنا بھی اغلب ہے۔ پس خزانوں کے معلوم ہونے سے خیالات ہی اور ہو جاتے ہیں۔

دوسرا فائدہ۔ جب کوئی علم یا ایسی چیز انسان کو معلوم ہو جائے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے تو یہ کسی ایک علم پر نہیں ٹھیرتا۔ بلکہ اس میں لا محدود باتیں دیکھتا۔ اور اس پر غور کرتا رہتا ہے۔ یورپ نے اس سے کچھ فائدہ اٹھایا ہے لیکن مسلمانوں نے صفات الٰہیہ پر غور نہیں کیا۔ مثلاً بعض بیماریوں کو لا علاج کہا جاتا ہے۔ کہ ان کا علاج ہو ہی نہیں سکتا یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے، لیکن آنحضرت صلعم جنکو خدا تعالیٰ کی صفت شافی معلوم تھی انہوں نے فرمایا وان من داء الا له دواء الا الموت۔ کہ سوائے موت کے ہر بیماری کی دوا ہے۔ پس آپ نے وہ بات بتا دی جس کو یورپ بھی ابھی تک نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہنچ سکا۔ پھر اسی طرح یورپ والوں نے خدا تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان دو حجاب بیان کئے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ کہ بندے اور خدا کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں۔ الا ملوت موت کو بھی خدا تعالیٰ نے علاج کے طور پر بنایا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک ترقی کا ذریعہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے کلمات کی نسبت فرماتا ہے:۔ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا (کہف ع ۱۲) پس خدا تعالیٰ نے صفت واسع کے ماتحت بتایا کہ میرے علم کتنے وسیع ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ تحقیق نہ چھوڑے کیونکہ جتنی تحقیق کریگا اتنا ہی ترقی کریگا۔ پس صفات کے علم سے ہم کچھ کے کچھ بنگئے۔ اور آگے کی طرف ترقی کرنیکے لئے ہم تیار ہو گئے۔

سوال اگر کوئی چیز دنیا میں ختم ہو جائے تو ہم کس صفت کو پکاریں۔ اور کس صفت کے ماتحت خدا تعالیٰ مہیا کرتا ہے مثلاً کوئلہ یا تیل ختم ہو جائے تو ہم کیا کرینگے۔

جواب خدا تعالیٰ نے اپنی صفت کافی بھی فرمائی ہے۔ دیکھو جب کوئلہ ختم ہونے لگا۔ تو تیل نکل آیا۔ جب تیل ختم ہونے لگا ہے۔ تو اب اس مد تک پہنچ گئے ہیں۔ کہ تیل کا کام سورج کی شعاعوں سے ہی لے سکتے ہیں۔ پھر اسی طرح خدا تعالیٰ کی صفت قدرت معلوم ہوئی۔ تو ہر ایک وہم سے ہم نکل گئے اور ہر ایک چیز کو اسکے اندازے کے مطابق استعمال کرنا شروع کیا۔

صفات کے علم سے ایک عظیم الشان فائدہ

خدا تعالیٰ کی صفت معزّ معلوم ہوگی تو انسان اسی سے عزت طلب کریگا۔ اسی طرح رزق کے لئے صفت رازق کا علم پاکر کبھی نہیں گھبرائیگا۔ اسی طرح تکلیفوں کو مٹانیوالی ہستی کو تکلیف کے وقت پکارینگے اسی طرح بقا کیلئے صفت قیوم اور حی کو اولاد کے لئے صفت خالقیت کو بلائینگے بعض وقت خدا تعالیٰ نہیں بھی دیتا تاکہ اسکی صفت غنا قائم رہے۔ دنیا کے ڈاکٹر تو بعض وقت نا امیدی دلاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے کبھی نا امیدی حاصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح ایک زندہ چیز کی موت چاہنی ہو مثلاً طاعون کے کیڑے کی تو صفت ممیت کو بلائینگے۔ اور اسی طرح مردہ چیز کو زندہ کرنیکے لئے صفت محیی کو۔ اور فراق کے وقت جامع اور محبت کے لئے ودود پکارتے ہیں۔ پس صفات کے معلوم ہونے سے یہ فائدہ ہوگیا کہ جس کام کی ضرورت ہو اسکے مطابق جو صفت ہوگی اسکو پکارینگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وللہ الاسماء الحسنٰی فادعوہ بہا (اعراف ع ۲۲)

صفات کے علم سے دعا جلدی قبول ہوتی ہے

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ تمہاری ضروریات جن صفات سے متعلق ہوں ان صفات کا نام لیکر دعا مانگو۔ اس میں دعا کا بھی طریق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معلوم ہوگیا۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جو صفات کی باریکی کا علم رکھتا ہے۔ وہ دعا کی باریکیوں سے واقف ہو جائیگا۔ اور اسی کی سب سے زیادہ دعائیں قبول ہونگی کیونکہ بعض دعاؤں کا یہ معلوم کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کہ کس صفت کے ماتحت ہونی چاہیئے۔ مثلاً قرض ہے۔ تو یہ کبھی تو مال کی کمی کی وجہ سے اور کبھی کسی خطا کی سزا میں ہوتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم اسے زیادہ مال دینگے۔ تو یہ گمراہ ہو جائیگا۔ پس پہلی صورت میں تو باسط صفت کو دوسری میں عفو غفور کو تیسری میں ہادی صفت کو بلائیگا۔ پس صفات کا ایک باریک راز ہے اسی طرح جن اسباب کے ماتحت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان اسباب کے ماتحت خدا تعالیٰ کی صفات بلائی جائینگی۔ جنہوں نے ان صفات کو معلوم کیا انکی دعائیں قبول ہوئیں۔ مثلاً عبدالکریم طالب علم جو حیدر آباد کا رہنے والا تھا اور اسے دیوانہ کتے نے کاٹا اور اس میں دیوانگی کے آثار پائے گئے۔ تو ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے اللہ تعالیٰ کو اسکی صفت شافی سے پکارا تو شفا ہوگئی۔ لوگوں نے آپ کو جاہل بنایا اور کہا کہ یہ تو عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتا۔ لیکن آپ نے صفت علیم کو بلایا۔ تو خدا تعالیٰ نے علم دیا جس پر آپ نے کتابیں لکھیں جنکے مقابلہ میں وہ جاہل کہنے والے دم بخود رہ گئے اور مقابلہ کی تاب نہ لا سکے ؎

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ لغت کا ایک حوالہ نہیں ملتا تھا۔ تو میں نے دعا کی۔ تو ایک منٹ میں چالیس ہزار عربی کا مادہ میرے دل میں ڈالا گیا۔ پس دیکھو چند منٹ میں کیا سے کیا حالت ہوگئی۔

اسی طرح جس کے قبضے میں ملک الموت ہو۔ وہ نہیں مر سکتا۔ اسی واسطے آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ کہ کوئی نبی نہیں مارا جاتا۔ مگر اسے پوچھا جاتا ہے۔ جیسے آپ بھی اپنی وفات کے وقت اللّٰھم بالرفیق الاعلیٰ فرماتے تھے۔

پس خدا کی صفات کے آگے تمام دنیا ہیچ ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا بندہ کبھی نہیں گھبراتا۔ زندگی کی حالت میں بھی خوش اور موت کے وقت بھی خوش۔

جھگڑا اور فساد ہو جاتا ہے تو ہم صفت جبار کو بلا لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الّفت بین قلوبھم ولکن اللّٰہ الّف بینھم (انفال ع ۸) پس کسطرح خدا تعالیٰ نے صفت جباریت کے ماتحت قلوب کو آپسمیں جوڑ دیا۔ دیکھو دنیاوی بادشاہ ہوں تو ایک دو وزیر ہونگے لیکن مومن کو کتنے وزیر مل گئے کبھی دنیا کے کاموں سے فارغ ہونیکی ضرورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ وکیل صفت کے ماتحت سب کام کر دیتا ہے۔

تیسرا فائدہ۔ یہ ہے کہ ہم ان صفات کو اپنے اندر پیدا کر کے ترقی کریں۔ مثلاً کہیں کہ اے خدا تو مالک ہے ہمیں مالکیت دیدے۔ اسی طرح تو رب ہے۔ رحمان ہے ہمیں ربوبیت اور رحمانیت عطا کر جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو دشمن بھی اسوقت فرشتہ کہنے لگ جاتے ہیں۔ مومن پہلے تو صفات کا ظہور مانگتا تھا۔ اب خود ہی صفات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اسی پر پہنچکر حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا ہے یا شمس یا قمر انت منی و انا منک کہ دونو نسبتیں شمس و قمر کی میرے اور تیرے درمیان ہیں۔ تو شمس ہے کیونکہ تو نے لوگوں کو کہا۔ کہ دیکھو وہ خدا ہے۔ تو تیرے سورج کے ذریعہ سے لوگوں نے مجھے پہچانا۔ اور تو قمر ہے اسلئے کہ تو نے مجھ سے روشنی حاصل کی پس ایک لحاظ سے تو شمس اور میں قمر اور دوسرے لحاظ سے میں شمس اور تو قمر ہے۔ اور یہی مقام لقاء ہے۔

لقاء کی تعریف خدا تعالیٰ کی وہ صفات جو انسان پر جلوہ گر ہوتی ہیں انکو اپنے اندر لے لینا۔ اور جیسے لوہے کو آگ میں ڈالیں تو وہ آگ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جانیکا نام لقاء ہے۔

سوال رؤیت اور لقاء میں کیا فرق ہے؟

جواب رؤیت عارضی ہوتی ہے اور وہ بُعد پر دلالت کرتی ہے۔ اور لقاء کے معنی یہ ہیں کہ وہ مل گیا ہے دُور نہیں ہے۔ اصل چیز لقاء ہی ہے۔ بندے کو خدا تعالیٰ سے ملنے میں گھبرانا اور مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اور ایسی حالت جبتک نہ ہو جیسے کسی شاعر نے کہا ہے لقاء نہیں ہو سکتی

ملنے کا جب مزا ہے کہ دونو ہوں بے قرار دونو طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

لقاء کے حصول کے لئے تین شرطیں

(۱) نیت اور اخلاص۔

(۲) سستی ترک کرے۔

(۳) سوچنے کی عادت ڈالے۔

پس یہ تین چیزیں لقاء کے حصول کے لئے پہلے اپنے اندر پیدا کرنی از حد ضروری ہیں۔

تشحیذ الاذہان کے گذشتہ فائل:۔ سنہ ۱۹۱۴ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۱ء تک آٹھ سالوں کے فائل بجائے بیس روپے کے چودہ روپے میں رسالہ نکلنے سے دس دن بعد یعنی ۱۵ رجون تک مل سکینگے اسکے بعد ان کی قیمت بیس روپے ہوگی اطلاعاً تحریر ہے جو صاحب منگوانا چاہتے ہیں فوراً منگوالیں۔

مینجر تشحیذ۔ قادیان

افادات کتاب مجالس المومنین

مطبوعہ ایران مطبع حاجی ابراہیم باپچی تبریزی

(نمبر ۲)

نمبر ۱۳ - اصحاب کہف تقیہ باز تھے :-

"دفی الحقیقت حال ابو طالب دریں باب حال اہل کہف است کہ ابطال ایمان خود نمودند و اظہار ضد آں از روئے تقیہ وطلب اصلاح مے فرمودند فاتاھم اللہ اجرھم مرتین" صفحہ ۳۷

نمبر ۱۴ - قصہ تزویج ام کلثومؓ بہ حضرت فاروقؓ :-

شکائیت دوں ہمتی و مذلت حضرت عباس رضی اللہ عنہ - بحوالہ کتاب استغاثہ وغیرہ لکھا ہے کہ عمر بن خطاب اپنی خلافت کی شان بڑھانے کے لئے حضرت علی علیہ السلام سے ام کلثومؓ کے رشتہ کے خواستگار ہوئے۔ لیکن آپ ہمیشہ انکار فرماتے رہے آخر عمرؓ نے عباسؓ کو اپنے پاس بلایا۔ اور قسم کھا کر کہا کہ اگر جناب علیؓ کو میری دامادی پر راضی نہ کر لوگے جو کچھ مجھ سے ہو سکا اسمیں کوتاہی نہ کروں گا اور حج اور زمزم کی سقائیت کا جو منصب آپ کو حاصل ہے۔ اس سے معزول کردونگا۔ عباسؓ نے دیکھا کہ اگر یہ ناتہ نہ ہوگا تو یہ تند مزاج شخص تو ایسے امر ناصواب کا ارتکاب کر ہی گذریگا۔ حضرت امیرؓ سے التجا کی کہ صاحبزادی کے نکاح کا ولی مجھ کو مقرر فرما دیجئے۔ جب عباسؓ کا اصرار اس بارہ میں حد سے زیادہ گذر گیا تو "آنحضرت از روئے اکراہ ساکت شدند تا آنکہ عباسؓ از پیش خود ارتکاب تزویج او نمود وجہت اطفائے نائرہ فتنہ او را باآں منافق ظاہر الاسلام عقد فرمود وظاہرا بواسطہ ایں وکالت فضول و امثال آنحضرت امیر علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام عباسؓ را مانند دیگر یاران فدائے خود راسخ در محبت و اخلاص نہ میدانست۔ و لہذا چنانچہ سابقاً در احوال سید الشہداء (حمزہؓ) مذکور شد آنحضرت از عباسؓ و عقیل بجالفین جافیین بقہر فرمودہ اند" صفحہ ۳ ترجمہ عباس ابن عبد المطلب ہاشمی۔

مدح حضرت عباسؓ :- "حضرت پیغمبر او را گرامی داشتے و تعظیم و تبجیل او نمودے و فرمودے عباسؓ بمنزلہ پدر من است و عباسؓ در تخلف از بیعت ابی بکر با سائر بنی ہاشم موافقت نمودہ تابع رائے صواب نمائے حضرت المومنین بودہ تا آنکہ بعد از فوت پیغمبر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بحضرت امیر گفت اُمدُد یدک ابایعک حتی لا یختلف فیک اثنان فقال لہ علیؑ ھل ینازعنا فی ھذا الامر احد یعنی مگر کسے را باما دریں امر خلافت نزاعے بخاطر میرسد؟" صـ۸۷

محمد بن جعفرؓ الطیار کے ساتھ ام کلثومؓ کا نکاح بعد وفات حضرت فاروقؓ ہوا۔

محمد بن جعفر بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام صـ۸۳ مشرف گشتہ وام کلثومؓ را کہ باعدم کفائت از روئے اکراہ در حبالۂ عمر بود تزویج نمود صـ۸۴ ترجمہ محمد بن جعفر الطیار۔

نمبر ۱۵۔ قبول اسلام سے پہلے صدیقؓ کی قابل رشک پوزیشن مکہ بلکہ تمام ملک عرب میں۔ اور آپ کا کتب عہد عتیق سے ماہر ہونا۔ اور سب سے پہلے خود آنحضرت صلعم کی مبارک دعوت سے مشرف ہو کر سابق الایمان اور اس کے ساتھ ہی منصب جلیلہ خلافت سے خود حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان صداقت ترجمان سے بشارت پانا:۔

"سید المتالہین حیدر بن علی الآملی در کتاب کشکول آوردہ کہ در روایت مشائخ حدیث از عبد اللہ بن عفیف از پدر او مرویست کہ سلمان پیش از ظہور حضرت پیغمبرؐ بمکہ آمدہ بود و ایں حق را جست وجو می نمود۔ وچوں حضرت رسالت مبعوث شد بخدمت آنحضرت آمدہ بشرف اسلام فائز گردید وچوں صـ۸۷ آنحضرت کفاءت سلمان را در علم وعمل را او رائے دید با او مشورہؓ نمود کہ ابتداء دعوت بکدام یک از اہل مکہ نمائید؟ وغرض آنحضرت او بود کہ مافی الضمیر سلمان را از اخلاص و نفاق در آں مشورت ظاہر گردد وسلمان بعرض رسانید کہ ابتداء دعوت برابی فضیل عبد العزی پسر ابی قحافہ باید نمود۔ کہ درمیان عرب بعلم تعبیر خواب وتاویل منام معروف است وعرب علم تعبیر را نوعے از علم غیب میدانند واعتقاد تمام باں دارند۔ وباوجود ایں از تواریخ وانساب عرب ووقائع واحساب ایشاں باخبر است ونیز معلم صبیان ایشاں است۔ ودر معاملات خود با او رجوع ومشورہ مے نمایند ووساوس او را در قلوب ایشاں اثر تمام است وہرگاہ ایں چنیں مردے در دست شما مسلمان شد وبرسالت شما ایمان آورد آوازۂ نبوت شما درمیان عرب شائع خواہد شد۔ ومردم از اں اعتبارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گرفتہ دلہائے ایشان نرم شدہ از عصبیت جاہلیت فرود آمدہ مستعد ہدایت خواہند شد و او بعد ازاں تصرف در مزاج ایشاں کردہ رواج دین مسلمان خواہد داد زیرا کہ چوں از کتب سابقہ نبوت تمہارا دانستہ بود و محبت ریاست و صاحب اخلاق متملقان و مکتسب داران است و مفتون بزرگی و زیادہ طلبی است بواسطہ طمع در جاہ شما مساعی جمیلہ بظہور خواہد آورد و عرب اطاعت چنیں کسے را دلیل حقیت دین شما خواہند دانست و اگر ابتدائے دعوت از دیگرے کنید او عناد خواہد کرد و عرب را در سوسہ مخالفت شما خواہد کرد۔ و چوں مطارقہ ایں رائے با حضرت امیر و ابو طالب نمودند ایشاں نیز رائے سلمان را پسندیدند و حضرت رسالت با ابوبکر ملاقات نمود و بتدریج تالیف قلب و استدراج و من حیث یعلم و من حیث لا یعلم تا آنکہ بہمت عالی او را بجانب خود مائل ساخت و خاطر او را بحصول جاہ و توسع دستگاہ امیدوار گردانید تا آنکہ باں طمع مسلمان شد و حضرت رسالت کنیت و نام او را کہ ابو الفضیل و عبد العزی بود بابوبکر و عبد اللہ تبدیل فرمود و ہمیشہ در میان جماعت اصحاب مے گفتند ماسبقکم ابوبکر بصوم ولا صلوٰۃ ولکن بشیءٍ وقر فی صدرہ و مراد آنحضرت در سینہ ابوبکر نہادہ شد حب ریاست، است کہ باں مفتون شدہ باں بازگشت نمود و اتباع رعاع او خیال مے کنند کہ مراد ازاں اخلاص و اعتقاد درست بخدا و رسول بود۔ ہیہات ہیہات چگونہ میاں اخلاص بخدا و رسول و منصب خلافت و حق زہرا قبول جمع تواں نمود چنانچہ شیخ علی سینا علیہ الرحمۃ فرمودہ۔ شعر

مر مرا بازی نکو نا ید ز روئے اعتقاد — حق زہرا بردن و دیں پیمبر داشتن۔ مخفی نہ ماند کہ بعضی از مؤرخان انکار ملاقات سلمانؓ با حضرت رسالتؐ در اول بعثت نمودہ اند و ایں انکار ناشی از جہل بحال سلمان است و قرآن تصدیق آں نمودہ چہ دراں وقت کہ کفار عرب دربارہ آنحضرت فرمودند کہ سلمانؓ او را تعلیم مے کند۔ خدائے تعالیٰ در ردِ آں فرمود کہ یقولون انما یعلمہ بشرٌ لسان الذی یلحدون الیہ اعجمیٌ وھذا لسانٌ عربیٌ مبین۔ ص۸۸

نمبر ۱۶۔ بعد انبیاء کرامؑ کے ہمیشہ ایک نہ ایک امام کا ہونا زمین میں ضروری ہے، و تفصیل فرائض امام:۔

گویند کہ چوں عالم معرض طوائف امم و محل تنازع و تجاذب اختلاف بنی آدم است نہ شاید کہ خالی باشد از لطف وجود یکے از حجت ہائے خدا کہ بعد از انبیاءؑ اوصیاء اند و ائمہ ہدیٰ یا ظاہر مشہور یا غائب مستور تا حفظ کتاب خداوند تعالیٰ و سنت رسول مجتبیٰ او صلی اللہ علیہ وسلم نمائید۔ و بندگان را بطریق رضیہ حسن معاد و معاش بر نہج حکم الٰہی کہ شریعت عبارت ازانست تعلیم فرمائید و از ظلم و مناہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

د تعدّی بزد اجراء امر و نواہی حضرت پادشاہی جلّ شانہٗ و عظم برہانہٗ باز دارند۔ و صدق مقدمہ شرطیہ مذکورہ نزد عقل سلیم نہایت ظاہر است۔ مقدمہ کتاب صہ۔

نمبر ۱۷۔ اظہار تقیّہ و مداہنت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام :-

و مشہور است کہ امیرؑ در ایّام خلافت خود مردم را از نماز تراویح کہ بدعت عمر است منع کرد و ایشاں بفریاد آمدند۔ و آوازہا بلند کردند کہ و ا عمراہ تا آنکہ آنحضرتؑ بنا بر مصلحت وقت ایشاں را بحال خود داشت و حاصل کلام آنکہ آنحضرتؑ را در ایّام خلافت بیش نبود و ہمیشہ بغصہ معارضہ منازعہ منافقان صحابہ از ناکثین و قاسطین و مارقین کہ معتقدان سیرت خلفائے ثلثہ بودند گرفتار بود۔ و ہموارہ از فقد تمکن و تقاعد انصار و تخاذل اعوان شکایت مے نمودند تا آنکہ چوں قضات زمان او پرسیدند کہ الحال بچہ طریق قضایا از مردم بپرسیم؟ آنحضرتؑ در جواب فرمود اقضوا بما تقضون الناس جماعۃ او اموت کما مات اصحابی۔ یعنی بپرسید قضایا را بدستورے کہ در زمان خلفائے ثلثہ و وفق آرائے ایشاں مے پرسیدید تا آنکہ ہمہ مردم در متابعت من در آیند و با من موافقت نمائید یا من نیز بمیرم ہمچنانکہ اصحاب مخلصان من از شیعہ من مانند سلمان و ابوذر و مقداد و امثال ایشاں از روئے ضرورت در بلائے تقیہ روزگار گزرانیدند از یں سرائے فانی رفت عافیت بسرائے جاودانی کشیدند صہ ۲۴ مجلس اول ذکر فدک۔

خادم حسین بھیردی از لاہور

وہابیوں اور بدعتیوں کے دھوکے سے بچو

اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۲۲ء میں ایک مضمون بعنوان "بابیوں اور مرزائیوں کے دھوکے سے بچو" شائع ہوا تھا۔ جس کا ماحصل یہ تھا۔ کہ حدیث لو کان موسٰی و عیسٰی حیّین لما وسعھما الا اتباعی کے ثبوت میں علماء جماعت احمدیہ کتاب الیواقیت والجواہر پیش کرتے ہیں۔ جو مصطفٰے بابی نے مطبع میمنہ میں چھاپی ہے۔ اور وہ بہائی مذہب رکھتا ہے۔ اس لئے "عیسٰی" کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔ چنانچہ اہلحدیث صفحہ ۹ کالم ۱ میں لکھا ہے :-

"دیکھئے کہ اس جگہ صرف حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہے عیسیٰؑ کا نہیں۔ پس ثابت ہوا۔ کہ الیواقیت والجواہر جلد ۲ کے صفحہ ۲۱۹ - ۲۲۰ پر لفظ عیسٰیؑ کا غلطی سے لکھا گیا ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لفظ فرقہ بابیہ بہائیہ نے زیادہ کر دیا ہے۔ کیونکہ مصطفٰے بابی علمی

حاشیہ: [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے مصر کے مشہور و معروف مطبع میمنہ نامی میں اسکو چھاپا ہے۔"

اسکے جواب میں مفصل مضمون تو ریویو ماہ مارچ ۱۹۲۲ء میں لکھا جا چکا ہے جس کا جواب نامہ نگار سے اب تک نہیں ہو سکا نہ ہو سکتا ہے۔

اس مضمون کے شائع ہونے پر ہم نے مصطفےٰ بابی حلبی کی طرف خط لکھا کہ آپ کے متعلق اخبار اہلحدیث میں شائع ہوا ہے کہ آپ بہائی مذہب رکھتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

اس کا جو جواب ہمیں پہنچا ہے بجنسہٖ نقل کرتے ہیں۔

مصر ۶ شعبان سنة ۱۳۴۰ موافق ۴ ابریل سنة ۱۹۲۲

الی قادیان (پنجاب الهند)

حضرة الاستاذ المحترم جلال الدین شمس ابو الثناء المولوی الفاضل۔

بعد السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته وصلنی خطابکم وبه قلتم ان جریدة اهل الحدیث قالت ان مصطفی البابی الحلبی وشرکاءه عقائدهم عقائد البابية المنتسبة الی باب والبهاء والحال ان هذا المذهب لم یصادف القبول فی البلاد المصرية۔ واما عقائدنا فاننا من اهل السنة والجماعة ومذهبنا علی مذهب الامام الشافعی رضی الله عنه۔ واما لفظة البابی الملحقة باسمنا فنسبة الی بلدتنا الاصلية وهی (الباب) وهذه البلدة واقعة فی آخر بلاد الشام من الجهة الشمالية واول بلاد الترك ومن جهة الشرق اول جزيرة العرب وهذه البلدة تابعة الولاية (حلب) وفی اغلب التواریخ مذکورة۔ فنرجوکم تبلغوا اصحاب جریدة اهل الحدیث ان ینشر بجریدته بان مصطفی البابی الحلبی وشرکاءه من اهل السنة والجماعة ومذهبهم علی مذهب الامام الشافعی رضی الله عنه واما مذهب البهاء فلم یصادف القبول فی الدیار المصرية ... والسلام

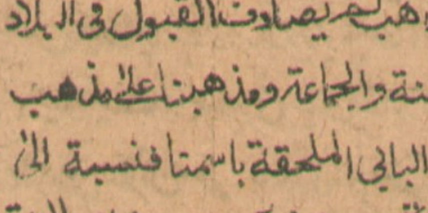

مُہر

ترجمہ:۔ آپکا مراسلہ مجھے ملا جسمیں آپنے بیان کیا ہے کہ اخبار اہلحدیث میں لکھا ہے۔ کہ مصطفےٰ بابی حلبی اور اسکے شرکاء کا عقیدہ بابیوں کا عقیدہ ہے جو کہ منسوب ہیں باب اور بہاء کی طرف اور حال یہ ہے کہ بابی مذہب کی بلاد مصر میں کوئی قبولیت نہیں ہوئی۔ اور ہمارے عقائد یہ ہیں۔ کہ ہم اہل السنت والجماعت سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب پر ہیں۔ اور جو ہمارے نام کے ساتھ لفظ بابی ملحق ہے تو یہ ہمارے اصلی شہر (باب) کی طرف نسبت ہے اور یہ شہر (باب) شمالی جہت سے بلاد شام کے آخر میں اور بلاد ترک کے اوّل میں اور شرقی طرف سے جزیرہ عرب کے اوّل میں واقع ہے۔ اور حلب کی گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ اور اکثر تواریخ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ پس ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارا پیغام مدیر اخبار اہلحدیث کو پہنچا دینگے تا وہ اپنے اخبار کے ذریعہ اعلان کرے کہ مصطفےٰ بابی حلبی اور اسکے شرکاء اہل السنت والجماعت سے ہیں اور ان کا مذہب امام شافعی کا مذہب ہے اور بہائی مذہب کا ہمارے شہروں میں کوئی چرچا نہیں ہے۔ اور اسکی کوئی قبولیت نہیں ہے،

پس اس خط سے یہ واضح ہے۔ کہ مصطفےٰ بابی کو بہائی قرار دینا لوگوں کو محض دھوکہ میں ڈالنا ہے ہم اخبار اہلحدیث کو اس رسالہ کے ذریعہ اعلان کیلئے انکا پیغام پہنچاتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ وہ اظہار حق کیلئے ضرور ہی اس بات کا اعلان کر دینگے۔

اس جگہ میں اس حدیث کے حوالوں کو پھر دہراتا ہوں اور ایک حوالہ زائد لکھتا ہوں اور اگر کوئی مفصّل دیکھنا چاہے تو رسالہ ریویو بابت ماہ مارچ ۱۹۲۲ء میں دیکھ لے۔

(۱) الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر مصنفہ امام عبدالوہاب شعرانی جلد ۲ صفحہ ۲۴

(۲) ترجمان القرآن صفحہ ۴۶۰ و ۴۶۱ مطبوعہ لاہور مصنّفہ نواب صدیق حسن خاں صاحب والئے ریاست بھوپال۔

(۳) مدارج السالکین طبع مصر مصنّفہ امام ابن قیم جلد ۲ صفحہ ۳۱۳

(۴) شرح مواہب اللدنیہ زرقانی جلد ۶ صفحہ ۴۷

(۵) تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ مطبوعہ مصر۔

(۶) اسی طرح مرزا حیرت دہلوی بھی آیت واذ اخذ اللہ میثاق النبیّن کی تشریح کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

"اب ارشاد ہوتا ہے کہ سوا اسلام کے اور کسی دین کے اختیار کرنے میں نجات نہ ہوگی احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام بھی ہوتے تو وہ بھی آپ ہی کی اتباع کرتے" (قرآن مجید مترجم حاشیہ صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ پریس دہلی ۱۳۲۱ھ)

پس جب اس کا حدیث ہونا متقدمین کے اقوال سے ثابت ہوگیا۔ اور بڑے بڑے اماموں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کو اپنی کتابوں میں لکھا تو ہمارا اس سے استدلال کرنا صحیح ہوا۔

استدلال استدلال یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو انکو میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا معلوم ہوا کہ وہ زندہ نہیں کیونکہ۔ لوؔ امتناع الشیٔ کے لئے آیا کرتا ہے اسکی مثال یوں ہے۔ کہ ایک فقیر کسی سے سوال کرے کہ مجھے ایک پیسہ دو تو مسئول عنہ اگر یہ جواب دے کہ" اگر میرے پاس پیسہ ہوتا تو مجھے دینے میں کوئی عذر نہیں تھا نتیجہ اس قول کا کیا ہے یہی کہ میرے پاس پیسہ نہیں۔ پس اسی حدیث کا مطلب ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام زندہ نہیں"۔ فثبت المطلوب والحمد للہ ؎

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے

بندہ شمس (مولوی فاضل)

کیا ہر نبی کے لئے کتاب لانا ضروری ہے؟

حضرت مسیح موعود کا مذہب ہے کہ ہر نبی کیلئے کتاب لانا ضروری نہیں اسکی تصدیق آیات قرآنی سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ چند آیتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں:۔

آیت اوّل۔ قالوا یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقا لما بین یدیہ یھدی الی الحق والی طریق مستقیم۔

دیکھئے قرآن شریف حضرت عیسیٰؑ کے بعد نازل ہوا۔ مگر جنّ کہتے ہیں کہ اے ہماری قوم ہم نے سُنا ہے کہ ایک کتاب موسیٰؑ کے بعد اُتاری گئی ہے تو معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد قرآن شریف تک کوئی کتاب نہیں اُتری بحالیکہ کئی انبیاءؑ حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل میں ہوئے بلکہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد بھی آئے۔ اسکی تائید ایک اور آیت سے ہوتی ہے جو یہ ہے۔

آیت دوم۔ افمن کان علیٰ بیّنۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ افمن کان علیٰ بیّنۃ من ربہ سے مراد حضرت نبی کریمؐ ہیں۔ اور اس سے پہلے جب سینکڑوں انبیاءؑ بنی اسرائیل میں آ چکے تھے تو کتاب موسیٰؑ ہی کو امام و رحمت کیوں فرمایا اور اسی کی تخصیص بالذکر کیوں کی۔ صاف ظاہر ہے کہ دوسرے انبیاءؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنی اسرائیل کے پاس کوئی علیحدہ کتاب سوائے کتاب موسیٰؑ کے نہ تھی۔ وہ خود بھی اسی کی پیروی کرتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی اسی کے اتباع کا حکم دیتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف کی یہ آیت اسپر دلالت کرتی ہے۔

آیت سوم۔ انا انزلنا التورٰة فیھا ھدًی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیہ شھداء۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور نور تھا۔ اسی کے ذریعے دیگر انبیاءؑ جو تورات کے فرمانبردار تھے یہود کے لئے فیصلے کیا کرتے تھے اور یہ اسلئے کہ ان کے ذمے لگا دیا گیا تھا۔ کہ وہ اللہ کی تورات کی حفاظت کریں۔ اس آیت سے کئی مطالب پر روشنی پڑتی ہے۔

اوّل۔ ایک نبی دوسرے نبی کی کتاب کا پیرو ہو کر اپنی کوئی کتاب نہ رکھتے ہوئے اسی کی کتاب پر لوگوں کے چلانے کے لئے مامور ہو کر پھر بھی نبی ہی ہوتا ہے یہ امور منافی نبوّت نہیں۔

دوم۔ یہ کہ کتاب اور ہدایت ان معنوں میں مترادف نہیں جن میں بعض لوگ سمجھتے ہیں چنانچہ ایک اور آیت میں فرماتا ہے انّ الذین یکتمون ما انزلنا من البیّنات والھدیٰ من بعد ما بیّناہ للناس فی الکتاب۔ معلوم ہوا کہ کتاب ایک ایسی چیز ہے جسکے اندر ہدایت ہوتی ہے نہ یہ کہ ہدایت الگ چیز ہے اور کتاب الگ چیز۔

سوم۔ یہ کہ اگر کوئی ہدایت نامہ موجود ہو تو اس کا وجود اس بات کا مستلزم نہیں کہ اب کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے چنانچہ تورات کو نور و ہدایت فرمایا اور یہ نور یہ ہدایت نامہ دیگر انبیاءؑ کے زمانے میں موجود رہا مگر پھر بھی انبیاءؑ بنی اسرائیل میں آتے رہے ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ انکا فرض تھا کہ اس ہدایت نامہ (تورات) کی حفاظت کریں۔

چہارم۔ یہ کہنا غلط ہے کہ جب کوئی کتاب تمام قوم کے لئے ہدایت نامہ ہو اور محفوظ ہو تو پھر کسی نبی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دیکھئے۔ تورات کو ھدًی و نور فرمایا۔ پھر اٰتینا موسیٰ الکتٰب تماماً علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیءٍ وھدًی ورحمة (الانعام رکوع ۱۹) فرما کر اسے مکمل اور تفصیل کل شیٔ بھی بتایا اور باوجود اسکے اس قوم میں انبیاء آتے رہے۔ اور بما استحفظوا من کتاب اللہ فرما کر یہ بھی بتا دیا کہ تورات محفوظ رہی۔ اور محفوظ بھی بذریعہ انبیاء۔ پس یہ حجّت باہرہ ہے اس بات پر کہ کسی کتاب کا محفوظ ہونا نبی مبعوث کرنیکے منافی نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آیت چہارم ۔ قل فاتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدی منھما اتبعہ ان کنتم صادقین
ارشاد ہوتا ہے کہ تم کوئی کتاب قرآن مجید و تورات سے زیادہ ہدایت والی دکھاؤ ۔

ثابت ہوا کہ قرآن شریف کے بعد اگر کوئی کتاب قابل اتباع اور ہدایت ہے تو تورات ۔ جب تورات کی یہ شان ہے تو اسکی موجودگی میں کوئی اور کتاب کس طرح نازل ہو سکتی تھی ۔ کیونکہ نازل ہونیوالی کتاب یا اس سے بڑھکر ہوگی یا برابر یا کمتر ۔ برابر کا لانا تحصیل حاصل کمتر لانا بے فائدہ بڑھکر آئی ہو تو اس کا نام لیا جائے ۔ لیکن جب ثابت ہے کہ کوئی کتاب نہیں تو معلوم ہوا کہ انبیاء کیلئے کتاب لانا ضروری نہیں کیونکہ بنی اسرائیل میں انبیاء تو موسیٰ کے بعد بہت سے آئے ۔ یا پھر ان کی نبوت کا انکار کرنا پڑیگا ۔

بزرگان سلف کا بھی یہی مذہب تھا ۔ چنانچہ امام رازی تفسیر کبیر میں زیر آیت واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ لکھتے ہیں :- فی قولہ لما اتیتکم من کتاب اشکال وھو ان ھذا الخطاب اما ان یکون مع الانبیاء او مع الامم فان کان مع الانبیاء فجمیع الانبیاء ما اوتوا الکتاب وانما اوتی بعضھم الجواب عنہ من وجھین (۱) ان جمیع الانبیاء اوتوا الکتاب بمعنی کونہ مھتدیا بہ داعیا الی العمل بہ وان لم ینزل علیہ (۲) ان اشرف الانبیاء ھم الذین اوتوا الکتاب فوصف الکل بوصف اشرف الانواع

یعنی لما اتیتکم من کتاب کا خطاب انبیاء سے ماننے کی صورت میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ تمام انبیاء کو کتاب نہیں دی گئی ۔ بلکہ بعض کو دی گئی ہے کہ اگرچہ وہ کتاب سب انبیاء پر نازل نہیں ہوئی بلکہ ایک پر ہوئی مگر دوسرے انبیاء بھی اسی کتاب پر عمل کرنے کیلئے بلانیوالے تھے اور وہی کتاب ان کا دستور العمل تھی ۔ اسلئے گویا سب انبیاء کو کتاب دی گئی دوسرا جواب یہ ہے کہ چونکہ کتاب لانیوالے انبیاء اشرف ہوتے ہیں اسلئے اس آیت میں صرف انہی کا ذکر ہے دوسروں کا ذکر ہی نہیں اسی طرح روح البیان جلد اول صفحہ ۲۲۴ پر وانزل معھم الکتاب کی تفسیر ہے کہ ای کتاب او مع کل واحد منھم من لہ کتاب کتابۃ الخاص لا مع کل واحد منھم علی الاطلاق اذ لم یکن لبعضھم کتاب وانما کانوا یاخذون بکتب من قبلھم یعنی کوئی سی کتاب ان کے ساتھ اتاری ہر ایک کے ساتھ الگ الگ مستقل کتاب نہیں یا معھم سے مراد وہ رسول ہیں جن کو کوئی مستقل علیحدہ کتاب دی گئی پس خاص ان کے لئے فرمایا کہ انہیں کتاب دی گئی مطلقاً ہر ایک کے ساتھ نہیں کیونکہ واقعہ یہی ہے بعض کو کتاب نہیں دی گئی بلکہ وہ اپنے سے پہلے نبی کی کتاب کا اتباع کرتے تھے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقعات بھی اسی کے مصدق ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ و ہارونؑ دونو رسول تھے۔ اگر ہر نبی کے لئے علیحدہ علیحدہ کتاب کا لانا ضروری ہے تو فرمائیے کیا حضرت موسیٰؑ علیحدہ ہدایت لائے اور حضرت ہارون علیحدہ۔ اگر ایسا تھا تو یہ دو حال سے خالی نہیں۔ یہ دونو ہدایتیں یا تو ایک ہی مفہوم رکھتی تھیں یا مختلف بصورت اوّل فعل عبث ہے۔ بصورت دوم ایک کے بغیر دوسری ناقص۔ حالانکہ قرآن مجید نے ہمیشہ کتاب موسیٰ کو ہدایت و نور تماما علی الذی احسن اور تفصیل کل شیٔ فرمایا۔ اٰتینا موسیٰ الکتاب وجعلناہ ھدًی لبنی اسرائیل تو فرمایا۔ اٰتینا ھارون الکتاب وجعلناہ ھدًی لبنی اسرائیل کہیں نہیں فرمایا۔

اب یہ بات صاف ہوگئی کہ ہر نبی کے لئے کتاب لانا ضروری نہیں۔ البتہ جن آیات کے صحیح معنی نہ سمجھنے سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے ان کو درج ذیل کرتے ہیں۔

آیت اوّل۔ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیّن مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق (سورۃ بقر رکوع ۲۶)

آیت دوم۔ ولقد ارسلنا رسلنا بالبیّنات وانزلنا معھم الکتاب والمیزان

آیت سوم۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیّن لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ۔

ان کے متعلق ایک جواب تو تفسیر کبیر اور روح البیان کے حوالہ سے دیا جاچکا ہے یعنی یہ کہ ان آیات میں صرف ان نبیوں کا ذکر ہے جن کو کتاب دی گئی۔ یا دعیاً الی العمل بہ کے اعتبار سے سب کو کتاب لانیوالے کہا گیا ہے اور آیت سوم میں تو نبیوں کی اُمتوں سے میثاق لینے کا ذکر ہے جو التؤمنن بہ ولتنصرنہ
دوم۔ بعض دوسری آیات پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ کتاب کے معنی اور بھی ہیں۔

اوّل شریعت جو براہ راست کسی نبی پر مستقل طور سے اُتاری جائے۔

دوم کتاب بمعنے عمل جیسا اس آیت میں فرمایا ولما جاءھم رسول من عنداللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظھورھم۔
کتاب اللہ کو پیٹھوں پیچھے پھینکنے کا جو ذکر ہے تو اس سے مراد یہ تو نہیں ہوسکتی کہ وہ تورات کو پیٹھ پیچھے رکھتے تھے بلکہ یہ مراد ہے کہ اسپر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا۔

تیسرے کتاب بمعنی علم والذین اٰتیناھم الکتاب یعلمون انہ منزل من ربک بالحق (۲) والذین اٰتیناھم الکتاب یفرحون بما انزل الیک۔ (۳) فالذین اٰتینٰھم الکتاب یؤمنون بہ (۴) الذین اٰتینٰھم الکتاب من قبلہ ھم بہ یؤمنون۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان تمام آیات میں کتاب سے مراد نفس کتاب نہیں ہو سکتی کیونکہ اس طرح ماننا پڑیگا کہ سب اہل کتاب قرآن مجید کو منزل من ربک بالحق مانتے تھے اور رسول کریمؐ پر جو کچھ نازل ہوا اس سے خوش ہوتے تھے۔ اور اسپر ایمان لاتے تھے حالانکہ یہ خلاف واقعہ ہے پس یہاں کتاب سے مراد علم ہے۔

پس آیت اوّل میں انزل معھم الکتاب کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ کتاب یعنی عمل کتاب اور علم کتاب اُتارا۔ ان معنوں میں وہ نبی بھی آگئے جن کو علیحدہ کتاب نہیں ملی مگر پہلے نبی کی کتاب پر عمل کرانے اور اس کا حقیقی علم لوگوں پر کھولنے کے لئے مامور ہوتے ہیں۔

اوپر تین آیتیں نقل ہوئی ہیں۔ ان سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جس کے لئے اٰتینھم الکتٰب کہا جائے ضروری نہیں کہ انہی پر وہ کتاب نازل ہو۔ مثلاً بنی اسرائیل کے لئے فرمایا فالّذین اٰتینٰھم الکتٰب تو اسکے یہ معنی نہیں کہ تورات کی وحی بنی اسرائیل پر اُتاری گئی تھی۔ اُتاری تو ایک نبی پر گئی تھی۔ پس لما اٰتیتکم من کتاب سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ ہر نبی پر الگ کتاب اُتاری گئی ایسا ہی قرآن مجید میں آتا ہے۔ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم (سورۃ الاعراف رکوع ۱) حالانکہ قرآن مجید کی وحی صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی نہ کہ دوسرے مومنین پر ؂

اسوۂ صحابہؓ حصہ اوّل دار المصنفین اعظم گڈھ نے ایک نہایت ہی مفید کتاب شائع کی ہے جسمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد عبادات اخلاق طرز معاشرت کی تفصیل کر کے یہ دکھایا گیا ہے کہ ان کی زندگی عمل بالکتاب والسنہ کا بہترین نمونہ تھی۔

کتاب معتبر و مستند روایات پر مبنی ہے۔ اور اس کے پڑھنے سے وہ جذبۂ اتباع نبوی پیدا ہوتا ہے جو ہر مومن میں ہونا چاہیئے خصوصاً ہم لوگ جو اپنے آپ کو اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کا مصداق سمجھتے ہیں ہمیں اپنے پہلے بھائیوں کے حالات معتقدات و اعمال صالحہ کا مطالعہ ضروری ہے تا اپنی کمیوں کو پورا کر سکیں۔ اور جو باتیں ہم میں آنحضرت صلعم کے بروز اکمل کی طفیل موجود ہیں۔ انہیں بطور دلیل صداقت پیش کر سکیں کیونکہ یہ کیفیت ایمانی بغیر حصول صحبت نبی پیدا ہو ہی نہیں سکتی میں ہر مستطیع علمی ذوق رکھنے والے احمدی سے سفارش کرونگا کہ وہ ضرور یہ کتاب منگوا کر پڑھے ساڑھے تین روپے قیمت ہے لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ دلآویز۔ دلپسند حجم ۳۵۰ صفحے۔ ملنے کا پتہ دار المصنفین اعظم گڈھ ؂

امامت و خلافت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب قادیانی نے اپنی عام فہم طرز ادا میں خلافت و امامت کے متعلقہ مسائل پر سوال و جواب کے طور پر ایک رسالہ لکھا ہے بچوں کے لئے بہت مفید ہے قیمت ۱/

التنقید یہ رسالہ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے ریویو کے لئے ارسال فرمایا ہے۔ النجم الصبیح عن قبر المسیح مؤلفہ میر ابراہیم سیالکوٹی پر مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے نقادانہ نظر فرمائی اور قبر مسیح محمدیؑ و قبر مسیح ناصری کے متعلق جامع مضمون لکھا ہے قیمت ۳/

آریوں کے اعتراض کا جواب

عدل اور رحم متضاد نہیں

سوال۔ قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ خدا عادل ہے مگر توبہ قبول کر لیتا اور گناہ معاف کر دیتا ہے۔ بھلا انصاف اور معافی کا کیا تعلق ہے؟

جواب۔ حقیقۃً جس مذہب میں توبہ کی ضرورت اور استغفار کا مدّ نہیں ہے وہ مذہب ہرگز بانیٔ فطرت کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ فطرت میں ہر روز اس کے نظائر مشاہدہ میں آرہے ہیں کہ جہاں ہم کسی امر میں غلطی کرتے ہیں اور کسی قانون قدرت کو توڑتے ہیں یا توڑنا چاہتے ہیں تو اسکے نتیجہ بد پر متنبہ ہو کر فوراً صواب کی جانب رجوع کرتے اور قانون قدرت کے ماتحت ہو جاتے ہیں۔ پس یہی حال روحانی زندگی میں ہے جہاں کہیں روحانی زندگی میں ہم سے غلطی ہوئی۔ فوراً سچّی توبہ کر کے نیکی صواب کی جانب رجوع کرتے اور آیندہ کو اچھی سی اچھی حالت میں ہو سکتے ہیں۔ جس طرح پر کہ نظام ظاہری میں کسی امر میں غلطی کرنے کے بعد صواب کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں اور پھر پہلی غلطی دور اور کافور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نظام روحانی میں جہاں ہم سے کوئی گناہ یا خطا ہوئی صواب کی جانب رجوع کرنے سے ماضی کی تلافی اور سب رفت و گذشت ہو جاتی اور قابل سزا نہیں رہتی ہے ؛

بے شک اسلامی خدا عادل ہے اور عادل بھی ایسا کہ مالک۔ اسکے عدل کا یہی تقاضا ہے کہ اپنے کمزور اور عاجز بندوں کی توبہ قبول کرے۔ جب کبھی اسکے بندے سے سہو یا غلطی سے گناہ سرزد ہو جائے اور پھر وہ بندہ اپنی غفلت پر نادم ہو کر آئندہ کو اپنی حالت کی اصلاح کر لے اور خدا کے حضور گڑگڑاتے نہایت عاجزی سے دعا اور پرارتھنا کرے تو خدائے عادل کا یہی کام ہے کہ وہ اس عاجز اور مضطر بندہ کا گناہ و قصور معاف کر دے۔ یہی عین انصاف اور اسی پر کارخانۂ عالم چل رہا ہے ؛

تعریف توبہ یہ ہے کہ اپنی غلطی پر متنبہ ہو کر اس سے صواب کی جانب رجوع کرنا اور پھر اصلاح کے لئے درست اور صحیح اسباب و ذرائع کو اختیار کرنا جسکی نظائر قانون قدرت میں واقعات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشاہد ہیں۔ قرآن مجید نے فطرت انسانی کے اعمال و آثار کی اصلی اور سچی تصویر کھینچدی ہے۔ انسان سے قصور ہو جاتا اور لغزشوں کا واقعہ ہونا اسلئے ہے کہ وہ اپنی عجز عبودیت اور عظمت الوہیت کو بھول نہ جائے۔ خطا کے بعد سچے رجوع حقیقی دلی ندامت پیدا ہوتی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا انکشاف جدید انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ پس یہی منشاء ربانی اور اس کا رجوع قبول کرنا فضل رحمانی ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے قصور کی تلافی نہ ہوسکے تو کسی انسان کا ابدالاباد تک نجات پانا ممکن ہی نہیں اور پھر نجات ایک لفظ ہو جاتا ہے جسکے معنی اور مفہوم خارج میں کچھ ہو نہیں سکتے۔ بات یہ ہے کہ بشریت اسی امر کی مقتضی ہے کہ میں قصوروار خاطی اور ناقص ہوں۔ صرف اللہ ہی کی ذات کامل۔ بے عیب۔ اور بے خطا ہے۔ ہم نے اپنی ناکاملیت۔ نقائص اور ناپاک حالت سے خدا کو کامل اور مقدس مانا ہے۔ اور باعث اپنے ہی عیبوں خطاؤں اور تقصیرات کے اُس خدا خالق کون و مکان کو عیب خطا اور قصور سے مبرّہ اور منزّہ سمجھا۔ جبکہ انسان اپنی خطا کا اقرار اور یقین کرتا ہے تو ربّ العالمین کی عظمت اور تقدّس اور کاملیّت کا خاص خیال دل کے اندر جاگزین ہوتا ہے اور بندہ جب سچی توبہ سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اپنی خاکساری اور انکسار اور تذلل کا اُسے خاص اذعان ہوتا ہے گویا اُدھر پرلے درجہ کی عظمت اور اِدھر غایت درجہ کی ذلت کا خیال ہوتا ہے۔ پھر عظمت الٰہی بندہ کو اس ذلت اور ندامت کی حالت میں دیکھ نہیں سکتی۔ سچی توبہ اور سچا رجوع کرنیکے بعد فوراً اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو آغوش رحمت میں لے لیتا ہے اور ماضی سے درگذر کر اپنی فیوضات سے مالا مال کر دیتا ہے اور یہی حقیقۃً سچا کفارہ اور سچی نجات ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ واذا جاءك الذين يؤمنون بآياتنا فقل سلام عليكم كتب ربكم على نفسه الرحمة انه من عمل سوءً بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحيم ۔ اور اے نبی جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہمارے کلام پر یقین رکھتے ہیں تو ان سے کہو۔ کہ تم پر اللہ کا سلام۔ ہمارے ربّ نے اپنی ذات پر رحم لازم کرلیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جو کوئی تم میں سے بُرا کام کر بیٹھے۔ پھر اسکے بعد اُس نے توبہ کرلی اور اپنی حالت آئندہ کو سنوار لی تو خدا بھی بخشنے والا مہربان ہے ؎

آریہ صاحبان اپنے ایشور کو صفت عفو اور مغفرت سے بالکل خالی جانتے ہیں اور ان کے مذہب میں گناہ کی معافی اور نجات کا کوئی طریقہ نہیں۔ ان کے نزدیک اگر انسان ایک دفعہ لغزش کھا جائے یا گناہ کر بیٹھے تو پھر سچی توبہ اور خالص رجوع سے اسکی تلافی نہیں کر سکتا۔ بلکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادھر انسان نے گناہ کیا اور اُدھر بے بس ہو کر آواگون کے پھندے میں جا پھنسا تاوقتیکہ وہ گئی جونیں اپنے عمل کے پاداش میں بھگت نہ لے۔ اس سے بری نہیں ہو سکتا۔ نیز انکے نزدیک اگر کوئی عیسائی یا مسلمان (نعوذ باللہ) آریہ ہو جائے اور آئندہ کو وید کا سچا پرستار بن جائے تاہم اسکے پچھلے گناہ جو پہلے مذہب میں کیئے تھے ہرگز ہرگز معاف نہیں ہو سکتے بلکہ کسی کیڑے مکوڑے وغیرہ کے جنم میں اپنے کرنی کی سزا اُٹھانی پڑیگی۔ جس سے ظاہر ہے کہ آریہ مذہب میں داخل ہونا یا نہ داخل ہونا یکساں ہے ۔

غرضیکہ ویدک دھرم میں گناہوں کی معافی اور نجات کا کوئی طریقہ نہیں ہے بلکہ گناہ کیلئے اٹل ابدی موت کا فتویٰ ہے۔ حالانکہ قانون قدرت خود اس امر کا شاہد ہے اور ہزاروں نظیریں اسکی موجود ہیں کہ ادھر انسان سے ایک لغزش ہوئی تو ادھر اسکی تلافی کا سامان پیدا ہو گیا ادھر ایک ٹھوکر کھاتا ہے ادھر سنبھلنے کے لیئے تیار ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات مزلّات اور تقصیرات آئندہ کو سنبھلنے اور کوتاہیوں کو پورا کرنیکی رہبر ہو جاتی ہیں۔ تو پھر کیوں نہیں روحانی حالت کے خراب ہونیکے بعد انسان سنور سکتا اور کیوں نہیں روحانی نقص آنیکے بعد اسکی تکمیل میں کوشش کر سکتا

دنیا میں ہزاروں انسان دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں مگر افسوس ہے کہ آریہ صاحبان خدا تعالیٰ کو اس اعلیٰ حقیقت سے بالکل جواب دے رہے ہیں انکے نزدیک وہ پرماتما سرچشمہ فتوحات۔ دیالو۔ کرپالو کبھی کسی کے گناہ معاف کر ہی نہیں سکتا۔ انسان لاکھ گڑگڑائے عاجزی کرے اور آئندہ کے لئے اپنی حالت ناگفتہ بہ کی اصلاح بھی کرلے تو بھی وہ پرماتما کبھی بخشنے والا ہی نہیں ہے حالانکہ سہو و خطا کا مادہ انسان کی فطرت میں مرکوز ہے جس سے کوئی انسان خالی نہیں۔ الانسان مرکب من السھو والنسیان۔ اللہ پاک کی مغفرت اور عفو کے بغیر کوئی چیز اسکی تلافی کر ہی نہیں سکتی۔ رب العالمین کی طرف سے ایک قصور بھی معاف نہ ہو تو نجات کا مفہوم ہی عنقا ہو جاتا ہے اور کسی انسان کا نجات پانا ممکن ہی نہیں رہتا ہے ۔

پس یہ آریہ صاحبان کی سخت غلطی ہے کہ وہ مسئلہ توبہ سے منکر اور خدا تعالیٰ کی مغفرت کے قائل نہیں۔ حالانکہ گناہ کے لئے سچا کفارہ ہی یہی ہے جو خداوند عالم کے قانون قدرت میں ہمیشہ نظر آتا ہے کہ اس دنیا کے اندر اسباب کے غلط اور بیجا استعمال سے جو ٹھوکر لگتی ہے وہ ٹھوکر آئندہ کو اپنی حالت کی اصلاح اور درستی کا موجب ہو جاتی ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ عالم الغیب خدا کا یہ قانون قدرت روحانی دنیا سے کیوں متعلق نہ ہو۔ اور وہ ذات غفور رحیم کسی شخص کی سچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توبہ اور آئندہ کو اصلاح کے وعدہ پر ایک گناہ بھی کیوں معاف نہ کر سکے اور جب تک انسان کو اسکے گناہ کے بدلے میں سانپ بچھو شور بندر نہ بنائے اس کا پیچھا نہ چھوڑے۔

یہ مسئلہ آریہ صاحبان کا ہے جو سراسر عقل و نقل کے برخلاف اور قانون قدرت کے متضاد ہے۔ مگر پنڈت دیانند جی خود بھی بھومکا میں ایک تمہید لکھتے ہیں جس میں صریحًا توبہ کی ضرورت اور ہدایت موجود ہے۔

پنڈت جی لکھتے ہیں۔ اس ایشور کی ہدایت کئے ہوئے دھرم کو ماننا ہر ایک انسان پر یکساں فرض ہے۔ اور چونکہ اسکی مدد کے بغیر سچے دھرم کا علم اور پابندی اور تکمیل و کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اسلئے ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہیئے:۔

اے اگنی (پرمیشور) عہد و صداقت کے مالک و محافظ میں سچے دھرم پر چلوں گا میں اسکی پابندی کروں گا۔ اے پرمیشور مجھے سچے نیک چلن اور دھرم پر عمل کرنے کی طاقت ہو۔ آپ مجھ کو ہمت دیجئے کہ میرا یہ سچے دھرم کا عہد آپ کی عنایت سے پورا ہو (عہد یہ ہے) میں آج سے سچے دھرم کی پابندی اور جھوٹ کھوٹے چال چلن اور ادھرم سے دوری اختیار کرتا ہوں۔

(یجروید ادھیا ا منتر ۵)

اب سوال یہ ہے کہ اس عہد کے مطابق جس کو اسلامی محاورہ میں توبہ کہتے ہیں اس عہد (توبہ) کرنیوالے کو کیا فائدہ ہے کیونکہ خدا کے سامنے تو ایسی عاجزی سے اظہار اخلاص کیا اور وہاں سے یہ جواب ملا کہ تیرے پچھلے گناہ تو بدستور ہیں جن کی پاداش میں تو ضرور پاخانہ کا کرم چھپکلی چوہا۔ بلی بنے گا۔ کیونکہ بغیر اسکے ہمارا عدل اور رحم ٹوٹتا ہے۔ البتہ آئندہ کو اگر تو نے کچھ نیک کام کیا تو اس کا تجھے نیک عوض ملیگا۔ پھر آریہ صاحبان غور فرمائیں کہ ایسے خدا سے تو معمولی بنیئے بقال بھی کئی درجے اچھے ہوئے جن کے نوکر اخلاص سے توبہ کریں اور آئندہ کو فرمانبرداری اور نیک چلنی کا عہد کریں تو وہ ایک دو دفعہ تو انکو بخش ہی دیتے ہیں۔ مگر افسوس آرین کا پرمیشور ایسا کرپالو ہے کہ باوجودیکہ اسے اپنے بندے کے دل کا حال بھی بخوبی معلوم ہے کہ وہ بندہ محض اخلاص سے میرے آگے گڑگڑاتا ہے تاہم اسکے حال پر رحم کرکے اسکے قصور کو معاف نہیں کرتا۔ ہاں سچ پوچھو تو مرعومہ پرمیشور بھی سچا ہے وہ اگر اسی طرح توبہ پر گناہ معاف کرتا جائے تو اسکے ملک اور حکومت میں خلل آتا ہے کیونکہ انہیں بدکاروں کو تو اس نے حیوانی قالبوں میں ڈالکر دنیا کو آباد کر رکھا ہے اگر یہی ہاتھ سے نکل گئیں اور سب کے سب مکتی خانہ میں چلی گئیں تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھلا پھر پرمیشور کہاں سے لائیگا ؁

یہ عجیب بات ہے کہ پنڈت جی کے مُنہ سے بھی کبھی کبھی بھولے سے سچی بات نکل جاتی ہے گو وہ کسی پیرایہ میں نکلے۔ آپ خود ستھیارتھ پرکاش کے ساتویں باب میں لکھتے ہیں۔ کہ عدل اور رحم خداوندی آپسمیں متضاد نہیں۔ پس ہم بتاتے ہیں کہ عدل کے معنی ہیں۔ وضع الشئی فی محلہ (ہر ایک چیز کو اسکے ٹھکانے رکھنا) اور رحم کے یہ معنی ہیں ارادہ خیر یا کسی کے حال زار پر ترس کھانا۔ یہ صفت ارادہ خیر کی خدا کی نسبت پنڈت جی بھی مانتے ہیں۔ ستھیارتھ صفحہ ۲۲۸ پر ملاحظہ ہو حضرات بوقت توبہ دلی یقین سے آئندہ گناہ نہ کرنیکا اقرار کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

انما التوبۃ علے الذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیہم وکان اللہ علیماً حکیماً۔ ولیست التوبۃ للذین یعملون السیأت حتّٰی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الاٰن ولا الذین یموتون وھم کفار۔ اولئک اعتدنا لھم عذاباً الیماً۔ (سورۃ النساء۔ آیت ۱۷۔ ۱۸) اللہ توبہ صرف انہی لوگوں کی قبول کرتا ہے جو نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھیں۔ پھر جلدی سے توبہ کریں۔ تو اللہ بھی ایسوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ سب کا حال جانتا ہے (توبہ کو بھی جانتا ہے کہ سچے دل سے ہے یا نہیں) اور حکمت والا ہے (اسکی حکمت اور عدل قبول توبہ کی مقتضی ہے) اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں۔ جو عمر بھر بُرے کام کرتے رہے یہانتک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو تو کہنے لگے۔ کہ اب میری توبہ ہے۔ اور اسی طرح انکی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر ہی کی حالت میں مر گئے۔ ان لوگوں کے لئے ہم نے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے۔ ہاں۔ والذین اذا فعلوا فاحشۃً او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علےٰ ما فعلوا وھم یعلمون۔ معافی ان لوگوں کے لئے جن کو گناہ کر کے خدا یاد آجاتا ہے اور اپنے گناہوں پر بخشش مانگتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ خدا کے سوائے کوئی گناہ بخش نہیں سکتا۔ اور اپنے کیئے پر دانستہ اڑے نہیں رہتے ؁

دنیا میں جتنی صفات کمال ہیں۔ ان سب کا سرچشمہ صفات خداوندی ہیں۔ مثلاً سخاوت اور فیاضی ایک صفت کمال ہے تو در اصل یہ اسی سرچشمہ کا ایک سُوتا ہے۔ ایسا ہی عدل۔ رحم محبّت۔ وغیرہ صفات کمال سب اسی سرچشمہ کے نشان۔ جسکو۔ اللہ۔ پرمیشور۔ گاڈ۔ اور خدا کہا جاتا ہے۔ پس جب ہم دنیا میں بہت سے مقدمات میں مدعیان اور مستغیثان کو معاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتے بھی دیکھتے ہیں۔ اور انکی کمال تعریف کرتے ہیں۔ اور بسا اوقات یہ کہدیتے ہیں۔ مصرع

کہ درعفو لذّتے ست کہ در انتقام نیست

تو بھلا۔ خدا کی نسبت کونسی دلیل اس صفت کمال کے ماننے سے ہمیں مانع ہے۔

آریہ صاحبان کا یہ کہنا کہ توبہ سے گناہ کرنیکی جرأت ہوتی ہے۔ عجیب حیرت ہے۔ کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ دنیاوی کاروبار میں۔ بندوں کو اپنے قصور کی معافی کا علم بھی ہوجاتا ہے تو بھی انہیں معافی سے جرأت اور دلیری نہیں ہوتی۔ تو خدائی معافی جس کا علم بھی اس دنیا میں عام طور پر نہیں ہوسکتا کیونکہ موجب ازدیاد جرأت ہوگی۔ ہاں ایسے آدمیوں کی توبہ اسلام میں بھی قبول نہیں۔ جو گناہ کرتے ہوئے یہ دلیری رکھیں۔ کہ توبہ سے گناہ معاف کرالیں گے۔ البتہ خطا کرنے پر سچّی توبہ اور اصلاح حالت پر گناہ ضرور معاف ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ بشارت دیتا ہے غور سے سنو۔ قل یاعبادی الذین اسرفوا علےٰ انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا (۳) وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہٖ ویعفوا عن السیئات۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی نیکیاں برائیوں کو کھاجاتی ہیں۔ اچھی خدمات معمولی قصوروں کو خیال میں نہیں لانے دیتیں۔ ماتحت اور خادم معمولی قصوروں کے بعد جب اچھی خدمات سے آقا کو راضی کرلیتے ہیں تو آقا گذشتہ قصوروں کا کچھ خیال نہیں رکھتا۔ بلکہ بالکل بھول جاتا ہے۔ اس اصول کی طرف خیال کیا جائے تو ایک گناہ کے بعد معاً توبہ کرنا۔ اللہ کے حضور گڑگڑانا۔ نادم ہونا۔ پچھتانا۔ بار بار اسکو یاد کرنا۔ اور آئندہ کو گناہ چھوڑ دینا۔ اپنی حالت کو مرضیٔ مولیٰ کے ماتحت سدھار لینا۔ کیا یہ کوئی نیکی اور کفّارہ نہیں۔ جو اس گناہ کی تلافی اور معافی کا موجب ہوسکے۔ ستھیارتھ پرکاش باب چہارم صفحہ ۱۲۸ میں لکھا ہے:۔ کہ ہون کرنیکا مقصد یہ ہے کہ رسوئی خانہ کی ہوا صاف ہوجائے اور جو بے خبری سے بے دیکھے جانوروں کا خون ہوتا ہے ان کا کفارہ ہوجائے۔ کیا یہاں ایک نیکی کے معاوضہ میں گناہ معاف نہیں ہوتا۔ پس جبکہ آریوں کے نزدیک بھی کیڑے مکوڑے وغیرہ کا خون کیا ہوا (جو یہ بھی آریوں ہی کی روحیں اور انہی کے بھائی بند ہیں) معاف ہوجاتا ہے تو اگر سچّی توبہ سے انسان کے گناہ اور قصور معاف ہوجائیں تو تعجب کیوں ہے؟۔

ذرا خیال کرو۔ انسان جو ساری مخلوقات سے اشرف ہستی ہے جب وہ اپنا جبین نیاز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ کے چوکھٹ پر رکھدیتی ہے وہ اپنے گناہ کا سچا اقرار کرکے اور سچی ندامت دل پر لیکر ایک طرح پر گناہ کی سزا اپنے اوپر آپ ہی رکھ لیتی ہے۔ تو کیا یہ گناہوں کی سزا اور ایک طرح کا کفارہ نہ ہوا۔ کیا انسان نے جو گناہ کا سچا اقرار کیا اور سچی ندامت اٹھائی۔ رویا چلایا۔ روح اور جسم کو گھٹایا۔ یہ کچھ چیز نہیں۔ کیا یہ ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی سزا نہیں ہے۔ جو بے خبری میں ہزاروں جانوروں کے جنم لینے سے بڑھ کر سزا ہے۔ پھر اس ندامت اور سچی توبہ سے گناہ کیوں نہیں معاف ہونگے۔

ناظرین۔ عدل۔ توبہ۔ رحم۔ معافی۔ کے مفہوم کو اچھی طرح سے کھول کھولکر سمجھا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ✻ عبدالحی عتیق۔ حیدرآبادی۔

نعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

تو وہ بشر کہ پھونکدے۔ بزم نشاط کافری
رعشۂ خوف بن گیا رقص بتان آذری

خشک عرب کی خاک سے لہریں اٹھیں نیاز کی
قلزم ناز حسن میں اف ری تری شناوری

لحن سے تیرے منتظم پست و بلند کائنات
ساز سے تیرے منضبط گردش چرخ چنبری

بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر۔ رشک خضر بنا دیا
سلجھا ہوا تھا کس قدر تیرا دماغ رہبری

تیرے سخن سے دبگئے لاف و گزاف کفر کے
تیرے نفس نے سرد کی گرمیٔ سحر سامری

جن کی نگاہ تجھ پہ ہو کیوں نہ رہیں وہ مطمئن
گرد شکن سے پاک ہے تیری جبین دلبری

آئنہ تیرے سوز کا۔ گریۂ عابد حزیں
عکس ترے گداز کا۔ نور دل ابا ذری

تیرے گدائے بے نوا تیرے حضور آئے ہیں
آنکھوں میں اشک ہے کسی دل میں غم سبکسری

(ہمدم)

غیر احمدی علماء سے ایک سوال

حدیث میں ہے لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجدا۔ یہود و نصاریٰ خدا کی رحمت سے دور ہوں کہ نبیوں کی قبروں کو پرستش گاہ بنالیا۔ اب بتائیے کہ عیسائی کس قبر پر پرستش کرتے ہیں یا کرتے رہے ہیں۔ دوسرے نبیوں کو تو وہ قصور وار سمجھتے ہیں ایک حضرت عیسیٰ ہی ہیں۔ سو اسکی نسبت آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ مرنے سے پہلے آسمان پر مع جسد العنصری چڑھائے گئے۔ اب یا تو اس حدیث کو جھوٹا قرار دینا پڑیگا یا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر سے گئے اور پھر جس قبر میں مردہ سمجھ کر رکھے گئے وہ عیسائیوں نے پرستش گاہ بنا رکھی ہے۔ بغیر اسکے چارہ نہیں ✻

اگر حضرت مسیح ناصری امریکہ تشریف لے جائیں؟

اس عنوان سے سیدنا مسیح موعود مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حواری حضرت مفتی محمد صادق احمدی مشنری امریکہ نے اپنے رسالہ مسلم سن رائز (Muslim Sunrise) یا بدشمس الاسلام" کی جلد اوّل نمبر چہارم - بابت ماہ اپریل ۱۹۲۳ء کے صفحہ ۸۵ - ۸۶ پر ایک لطیف مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے - کہ اگر حضرت مسیحؑ باوجود عیسائی امریکہ کے خداوند خدا ہونیکے اس ملک میں تشریف لیجائیں - تو فدا کاران مسیح و مسیحیت یعنی اہلکاران امریکہ اور اس مقدس مسیحی ملک کے پاک عیسائی قوانین آپ سے کیا سلوک کریں - اصل میں یہ مضمون نتیجہ ہے ان مشکلات کا جو حضرت مفتی کو اس سرزمین میں بوقت داخلہ پیش آئیں - اس سے لطف تو اہالی امریکہ ہی اٹھا سکتے ہیں جن کی نظر میں وہاں کے قوانین ہیں - لیکن مضمون کی جدت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے احمدی احباب بھی ضرور اسکو مطالعہ فرمائیں - اسلئے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

وھو ھذا

اگر جناب مسیح علیہ السلام جن کا وجود خاکی - سرینگر کشمیر - ہندوستان کی خاک میں آسودہ اور مقدس روح بہشت میں دیگر انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبات کے ساتھ مقیم ہے - ان دنوں زندہ ہوتے اور ان کو سیر امریکہ کا خیال آتا - تو آپ سے امریکہ کے امیگریشن ڈیپارٹمنٹ[1] (Immigration Department) کے حکام - کس طرح سلوک کرتے - ہم وہ سوال و جواب درج ذیل کرتے ہیں - جو حضرت مسیح پر بھی دیگر سمندری مسافروں کی طرح کیے جاتے -

افسر :- براہ کرم اپنے ہاتھ بلند کر کے حلف اٹھائیے - کہ آپ سچ بولینگے -

حضرت مسیحؑ :- قسم اٹھانا میرے عقیدے کے خلاف ہے یہ درست نہیں -

افسر :- آپ کا نام ؟

[1] وہ محکمہ جو ان غیر ملکی لوگوں کے متعلق تحقیقات کرے جو امریکہ کسی غرض سے داخل ہونا چاہیں -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیحؑ :- یسوع

افسر :- آپکا پہلا نام ؟

حضرت مسیحؑ :- یہی میرا پہلا نام ہے۔

افسر :- آپ کا دوسرا نام ؟

حضرت مسیحؑ :- میرا کوئی دوسرا نام نہیں۔ میرا تو صرف یہی ایک نام ہے۔

افسر :- (حیران ہوکر) آپ بھی عجیب آدمی ہیں۔ اچھا یہ بتائیے کہ آپکے والد کا نام کیا ہے ؟

حضرت مسیحؑ :- میرا کوئی باپ نہیں۔

افسر :- (اور متعجب ہوکر) ہیں آپ کا کوئی باپ نہیں ! حیرت ہے ! پھر آپ پیدا کیسے ہو گئے ؟

حضرت مسیحؑ :- معجزانہ طور پر بغیر باپ کے۔ جو کہ آپکے لئے عجوبہ ہے۔ وہ خدا کے نزدیک درست بات ہے۔ اگر نہیں۔ تو کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ حضرت آدم بغیر ماں باپ کے کس طرح پیدا ہو گئے

افسر :- معاف فرمائیے۔ مجھے معلوم نہیں۔ ہاں یہ بتائیے کہ آپ تشریف کہاں سے لائے ہیں ؟

حضرت مسیحؑ :- ہندوستان سے۔

افسر :- کونسا شہر ؟

حضرت مسیحؑ :- سرینگر کشمیر۔

افسر :- آپکے پاس زر نقد کس قدر ہے ؟

حضرت مسیحؑ :- میرے پاس کوئی روپیہ نہیں۔

افسر :- تو پھر آپ روپے کے بغیر یہاں کیسے گذارہ کرینگے ؟

حضرت مسیحؑ :- مَیں کبھی اندیشۂ فردا نہیں کرتا۔ کل اپنی فکر آپ کریگی۔

افسر :- عجیب معاملہ ہے۔ ہم لوگ جو اس ملک میں رہتے ہیں سو سال پہلے سے آیندہ کی فکر کرتے ہیں ! اچھا آپ کی قومیت کیا ہے ؟

حضرت مسیحؑ :- میں یہودی قوم سے ہوں۔

افسر :- کیا آپ موسیٰ کی شریعت کے اس حصہ کو مانتے ہیں جسمیں کثرت ازدواج کی اجازت دی گئی ہے

حضرت مسیحؑ :- یقیناً مانتا ہوں۔ جو شخص موسیٰ کی شریعت کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کی بھی خلاف ورزی کریگا اسکو آسمانی بادشاہت میں حقیر سمجھا جائیگا۔

افسر :- یہ آپکے ہاتھ کیوں چھدے ہوئے ہیں ؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیحؑ:۔ ہیں ناانصافی اور ظلم سے صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔

افسر:۔ آپ کا پیشہ کیا ہے؟

حضرت مسیحؑ:۔ مَیں خدا کے کلام کا منادی ہوں۔ وہی کہتا ہوں جو مجھے خدا سے حکم ملتا ہے۔

افسر:۔ آپکے پاس اس قسم کی سندات ہیں جن سے ثابت ہو کہ آپ واعظ ہیں؟

حضرت مسیحؑ:۔ نہیں مجھے کسی سند کی ضرورت نہیں۔

افسر:۔ اگر ضرورت پڑے تو آپ ملک کی خاطر جنگ کرینگے؟

حضرت مسیحؑ:۔ میں جنگوں کے قطعاً خلاف ہوں۔ مَیں تو پرستار محبت ہوں۔

افسر:۔ کیا آپ شراب پینے کی اجازت دینگے؟

حضرت مسیحؑ:۔ کیوں نہیں۔ اگر ضرورت ہو تو مَیں دعوتوں وغیرہ کے موقعوں پر شراب مہیا کرکے معجزہ بھی دکھا سکتا ہوں۔

فیصلہ

فیصلہ کیا جاتا ہے کہ مسمی یسوع کو اس ملک میں داخل ہونیکی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

کیونکہ۔

(اوّل) اسکے پاس روپیہ نہیں۔ (دوم) یہ ایسے ملک سے آیا ہے جو مشتہرہ ممالک سے باہر ہے (سوم) اس کا لباس غیر مہذب ہے۔ (چہارم) اسکے ہاتھوں میں سوراخ ہیں جو اسکے پہلے سزا یافتہ ہونیکا ثبوت ہیں۔ (پنجم) اسکے پاؤں ننگے ہیں جو خلاف تہذیب ہے۔ (ششم) یہ ملک کیلئے جنگ کرنیکے خلاف ہے۔ (ہفتم) یہ حسب ضرورت شراب کشید کرنیکے حق میں ہے۔ (ہشتم) اس کے پاس کوئی سند یا دستاویز نہیں جس سے ثابت ہو کہ یہ باضابطہ واعظ ہے۔ (نہم) اس کا اعتقاد ہے کہ موسیٰ کی شریعت کا وہ حصہ واجب العمل ہے جسمیں کثرت ازدواج کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ شخص ہمارے فیصلہ کے خلاف واشنگٹن آفس میں مرافعہ کرسکتا ہے۔

حضرت مسیحؑ:۔ میں کوئی مرافعہ نہیں کرنا چاہتا۔ اگرچہ میرے ایسے شخص کو اس ملک میں داخل ہونیکی اجازت نہ دینا ایک قبیح فعل ہے۔ تاہم بدی کا مقابلہ میرے اصول کے خلاف ہے۔ اسلئے میں اپنے پیروں کی گرد جھاڑکر۔ اپنے دلکش دارہجرت ہندوستان کو واپس جاتا ہوں۔

صادقوں کی روشنی کون دور کرسکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا لکھا ہوا نایاب رسالہ ۲ھ فی جلد کے حساب سے منگوالیں اسکے ساتھ الوصیت رسالہ بھی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مناجات خداوندی

زمانہ ماہ مارچ میں ایک مضمون بعنوان مناجات چھپا ہے۔ جس کا خلاصہ بالفاظ راقم یہ ہے۔ کہ

"ہمارے اعمال کا نتیجہ ہم کو دنیا میں حاصل ہونا لازمی ہے کوئی خارجی طاقت ہمارے بگاڑنے اور بنانے پر قادر نہیں ہے جس کو خوش کرنیکی ہم کو ضرورت ہو۔ مناجات یا کسی کے موت کے بعد گناہ کی کمی کی غرض سے پوجا وغیرہ ایک فعل عبث ہے"

مجھے افسوس ہے کہ راقم مضمون ایک ایسی سوسائٹی میں ہو ہونیوالا ہے جس کے گرد و پیش کوئی سچا اسلامی نمونہ نہیں ہے اسلئے نہ تو وہ مناجات کی حقیقت سمجھ سکا ہے اور نہ خداوند زمین و آسمان کی قدرتوں سے آگاہ ہے۔ اس نے ہندوؤں میں پرورش پائی ہے اسلئے وہ پتھروں اور درختوں پر پانی ڈالنے یا گڈھوں اور ٹیلوں پر چاول اور پھول چڑھانے کو پوجا سمجھتا ہے یا یہ ایک قسم کی ہوائی مخلوق دیوتاؤں کی نسبت یہ خیال ظاہر کرتا ہے کہ اوہام پرست انسان خوشحالی اور فارغ البالی ان کے ہاتھ میں سمجھتے ہیں۔ اور نہیں جانتا کہ قادر مطلق خدا ایک وراء الوراء ہستی ہے جس نے یہ کل کائنات پیدا کی ہے۔ اور جس کی عبادت اسکی رضاء کے حصول اور اپنی بہتری و بہبودی اور اپنے قوی فطری کو درجہ کمال تک پہنچانے کے لئے کی جاتی ہے۔ اور چونکہ وہ رحیم و کریم ہستی ہے اسلئے آفات سے بچنے کے لئے بھی اسی کی پناہ بہترین پناہ ہے۔ جب بعض اسباب کے ذریعہ مصیبتوں سے بچنے یا مرادوں کے حاصل کرنے کی جدوجہد کی جاتی ہے تو کیا وجہ ہے خالق الاسباب سے یہ توقع نہ رکھی جائے۔ مضمون نگار درد گداز دعاؤں اور پرسوز مناجاتوں کو بے اثر ظاہر کرتا ہے اور مثال میں گذشتہ انفلوئنزا پیش کرتا ہے لیکن اسے کیا معلوم کہ یہ انفلوئنزا۔ ایک خدا کے پاک بندے کی دعاؤں کا نتیجہ اور مخلوق پر بطور عذاب و سزا نازل ہوا تھا۔ اور اس کی خبر بہت پہلے مشتہر ہو چکی تھی۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں بشرطیکہ وہ خلوص دل سے قانون الٰہی کے مطابق ہوں لیکن خدا ہمارا محکوم نہیں وہ احکم الحاکمین ہے جب وہ چاہتا ہے اپنے بندے کی سُن لیتا ہے۔

ایک شخص اگر خدا کے ساتھ شرک کرتا ہے یا اس کے احکام کی پابندی نہیں کرتا اور مختلف قسم کی نافرمانیوں سے اپنے آپ کو موردِ عذاب بنالیتا ہے تو اس کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی دعا و مناجات منوائے۔ ہاں خدا اپنے برگزیدہ و پاک بندوں کی ہمیشہ سے سنتا آیا ہے اور اب بھی سنتا ہے۔ اس زمانے میں ایک مامور ایک فرستادہ اسی لئے آیا تا وہ لوگوں کو حقیقی خدا کا پتہ دے۔ اور اس بات کا ثبوت پیش کرے کہ وہ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے۔ منکروں کو خاص طور پر اس کا چیلنج دیا گیا اور ہر مذہب کے مقابل پر اپنی دعا کے مستجاب کا نمونہ دکھایا جس کا انکار نہیں ہو سکتا کیا مضمون نگار کے لئے کافی نہیں؟ ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خریدارانِ تشحیذ کو دوبارہ اطلاع

تشحیذ ماہ فروری سنہ ۱۹۲۲ء کے بعد نہیں چھپا۔ اسکی بجائے اب ریویو آف ریلیجنز ہے۔ ہم نے سنہ ۱۹۲۲ء کی پیشگی قیمت بعض خریداران تشحیذ سے فروری سنہ ۱۹۲۲ء میں بذریعہ وی پی وصول کی تھی۔ پڑتال سے معلوم ہوا کہ بعض دوست پہلے ہی ریویو کے خریدار ہیں اور ان کا حساب کتاب ریویو کے کھاتہ خریداری میں ہے۔ مہربانی فرماکر ایسے صاحبان بتائیں کہ تشحیذ کی قیمت جو ان سے پیشگی وصول ہوئی وہ ریویو کے کھاتہ میں منتقل کی جائے۔ یا وہ تشحیذ کے قرضہ فنڈ میں دے دی جائے۔ بعض احباب نے یہ اطلاع دی ہے اور بعض نے کوئی اطلاع نہیں دی اور ہمیں اس طرح پر حساب کتاب میں سخت دقت پیش آرہی ہے۔ کیا دو پیسے کا ایک کارڈ لکھ کر ہمیں اس فکر سے سبکدوش نہیں کیا جائیگا۔ جواب نہ آنے کی صورت میں ایسے احباب کی قیمت اعانت فنڈ میں ڈالدی جائیگی۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

ضروری بات۔ بعض احباب ایسے بھی ہیں جن کے نام تشحیذ کا بقایا بھی ہے بلکہ ریویو کا بھی (کیونکہ وہ دونو کے خریدار تھے) اب بھی رسالہ ان کے نام جاری ہے وہ مہربانی فرماکر تشحیذ کا بقایا ادا فرمائیں نام ان کے یہ ہیں:۔

نمبر	نام	بقایا تشحیذ	مدت	نمبر	نام	بقایا تشحیذ	مدت
۶۷	منشی عبدالغنی صاحب پٹیالہ	للعہ	از مئی سنہ ۲۰ء تا فروری سنہ ۲۲ء	۲۰۹۰	بابو محمد محسن خانصاحب فیروزپور	ہے	جولائی سنہ ۲۰ء تا فروری سنہ ۲۲ء
۱۸۲۱	حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری	عہ	از جنوری سنہ ۲۰ء تا دسمبر سنہ ۲۱ء	۲۱۱۲	میر غلام حسین صاحب سیالکوٹ	ہے	جولائی سنہ ۲۰ء تا دسمبر سنہ ۲۱ء
۱۸۹۶	منشی قاسم علیصاحب رامپور	صہ	اپریل سنہ ۱۹ء تا دسمبر سنہ ۲۱ء	۲۲۹	نواب محمد علیخان صاحب	ع	سنہ ۱۹۲۱ء
۱۹۲۲	شیخ تجمل حسین صاحب بجنور	اعہ	مئی سنہ ۲۰ء تا فروری سنہ ۲۲ء	۲۲۰۵	فیاض الدین صاحب بلاسور	عہ	سنہ ۱۹۲۱ء
۱۹۲۵	بابو عبدالحکیم صاحب راولپنڈی	اہے	مئی سنہ ۱۹ء تا دسمبر سنہ ۲۱ء	۲۲۱۴	مولوی نظام الدین صاحب معرفت ڈاکٹر شیر علی صاحب سوتی	عہ	جنوری سنہ ۲۰ء تا دسمبر سنہ ۲۱ء
۱۹۶۱	سید علی احمد صاحب	ہے	جولائی سنہ ۱۹ء تا دسمبر سنہ ۲۰ء	۲۲۲۲	میاں اسمعیل صاحب نیکہ ۲۰	عا	سنہ ۱۹۲۱ء
۲۰۵۶	کے عبداللہ صاحب مالا بار	عا	بابت سنہ ۲۱ء	۲۲۵۴	میاں غلام محی الدین صاحب بنوں	عہ	جون سنہ ۲۱ء تا فروری سنہ ۲۲ء

یہ نام تو رسالہ جاری رہنے کے لئے لکھدیے اور بہت سے بزرگ ہیں جن کے ذمے دو دو تین تین سال کا بقایا تشحیذ نکلے اور ان کے نام سے رسالہ بند کر دیا تھا کہ وہ ہماری متواتر گذارشوں پر کان نہیں دھرتے قیامت کے روز انشاء اللہ ضرور جواب دینگے۔

وہ خریدارانِ تشحیذ جو اب خریدارانِ ریویو ہیں۔

اکثر ایسے خریداران تشحیذ ہیں۔ جو پہلے ریویو کے خریدار نہ تھے ان کے نام اب بجائے تشحیذ کے ریویو جاتا ہے ہماری درخواست تو یہ تھی کہ ان دوستوں میں سے جو تشحیذ کی قیمت سنہ ۱۹۲۲ء دے چکے ہیں۔ وہ یہ قیمت تو اعانت فنڈ میں

دیدیں اور ریویو کی قیمت نئی ادا کریں۔ لیکن انہیں منظور نہ ہو تو ہمیں کوئی اصرار نہیں۔ ان کی خدمت میں عرض یہ عرض ہے کہ قیمت ان سے ۸؍ اور بصورت طالب علم ہونے کے حساب ۱۲؍ وصول سے اور ریویو کی قیمت تین روپے ہے اسلئے آٹھ آنے کے ٹکٹ بھجوا دیں یا منی آرڈر کر دیں ہم وی پی زیر بجائے ۸؍ کے ۱۲؍ ادا کرنے پڑیں گے ؞

ایسے خریدارانِ تشحیذ جن کے ذمے بقایا ہے

بہت سے خریدارانِ تشحیذ ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے فروری ۱۹۲۲ء کو تشحیذ کے وی پی وصول نہیں کیئے تھے اور نہ صرف قیمت تشحیذ یا ریویو بابت ۱۹۲۲ء نہیں دی بلکہ ان کے ذمے بقایا بھی ہے ان کی فہرست ذیل میں درج ہے۔ مہربانی کر کے یہ اصحاب ۱۹۲۱ء تک کا چندہ بحساب ۸؍ اور اسکے بعد ۱۹۲۲ء کے ریویو کے لئے (کیونکہ اب ریویو ہی ان کے نام جاری ہے) تین روپے کے حساب سے قیمتیں بھجوا دیں۔ ورنہ ماہ جولائی کا رسالہ ریویو وی پی ہوگا۔ فہرست میں ہر شخص کے نام کے ساتھ وہ مہینہ بھی جس میں قیمت ختم ہوتی ہے۔ لکھ دیا گیا ہے ؞

نمبر	نام و مقام	ماہ سنہ
۱۷۰	میاں محمد یوسف صاحب کپورتھلہ	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۲۹	نواب محمد علی خان صاحب قادیان	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۴۳	امام الدین صاحب جسو کے	جون ۱۹۲۰ء
۳۸۲	مولٰنا ابوالہاشم محمد صاحب اچ	دسمبر ۱۹۲۰ء
۳۰۳	منشی عبدالعزیز صاحب فیروزپور	دسمبر ۱۹۲۱ء
۹۰۴	میاں چراغدین صاحب گرداہور	دسمبر ۱۹۲۰ء
۱۱۱۹	حافظ سید محمد اسحاق حیدرآباد دکن	دسمبر ۱۹۲۰ء
۱۲۱۹	میاں محمد سعد اللہ صاحب منگلور	اپریل ۱۹۲۰ء
۱۵۷۴	مرزا عبدالکریم صاحب نائب پونچھ	دسمبر ۱۹۲۰ء
۱۵۹۲	چودھری مہدی خان صاحب نمک ۳۵۰	دسمبر ۱۹۲۰ء
۱۶۱۱	جناب الٰہ بخش صاحب کلرک فیروزپور	دسمبر ۱۹۲۰ء
۱۸۰۲	جناب محمد عظیم الدین صاحب حیدرآباد دکن	دسمبر ۱۹۲۱ء
۱۸۷۷	سید فقیر حسین صاحب متعلم ہوشیارپور	جون ۱۹۲۰ء
۱۹۰۰	جناب عبدالعزیز صاحب اوورسیر [illegible]	دسمبر ۱۹۲۰ء
[illegible]	[illegible] صاحب [illegible] احمد بشیر	جولائی ۱۹۲۰ء

نمبر	نام و مقام	ماہ سنہ
۱۹۵۰	مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی کلرک حیدرآباد دکن	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۰۱۰	مولوی ابوالقاسم محمد صدرالدین صاحب حاکم دینور	دسمبر ۱۹۲۱ء
۲۰۱۷	چودھری اللہ دتا صاحب موضع جھیور	مئی ۱۹۲۰ء
۲۰۱۹	جناب ایف عبداللہ صاحب کراچی	دسمبر ۱۹۲۱ء
۲۰۳۹	منشی غلام محمد صاحب [illegible]	دسمبر ۱۹۲۱ء
۲۰۴۴	جناب محمد امین صاحب منیجر دہلی	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۰۴۵	جناب مولوی سلطان محمد صاحب تاجر	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۰۵۴	مولوی عبدالرحیم صاحب ملتان خوان جھنگ	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۰۶۰	جناب سید غلام مرتضیٰ صاحب [illegible]	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۰۷۳	ملا رحیم اللہ صاحب تحصیلدار کوئٹہ	مئی ۱۹۲۰ء
۲۰۸۱	چودھری محمد عبداللہ صاحب انسپکٹر کیتھل	مئی ۱۹۲۰ء
۲۰۸۳	جناب محمد اکبر صاحب جنڈولہ	جون ۱۹۲۰ء
۲۰۸۵	منشی محمد حسین صاحب [illegible] انسپکٹر لاہور	جون ۱۹۲۰ء
۲۰۸۸	بابو عبدالغنی صاحب فیروزپور	جون ۱۹۲۰ء
۲۱۰۰	شیخ مشتاق احمد صاحب فیروزپور	دسمبر ۱۹۲۰ء

نمبر	نام و مقام	ماہ سنہ
۲۰۹۲	منشی محمد حسین صاحب نائب تحصیلدار سلطان گنج	جون ۱۹۲۱ء
۲۱۰۶	شیخ غلام حیدر صاحب پنشنر سیالکوٹ	جون ۱۹۲۰ء
۲۱۰۸	مستری نظام الدین صاحب سیالکوٹ	جون ۱۹۲۰ء
۲۱۰۹	مستری عبداللہ صاحب سیالکوٹ	اگست ۱۹۲۰ء
۲۱۱۵	قاضی یوسف علی صاحب ہیڈ مدرس	جون ۱۹۲۰ء
۲۱۱۶	عبدالرشید صاحب متعلم گوجرانوالہ	اگست ۱۹۲۰ء
۲۱۱۵	جناب رفیق احمد صاحب سوداگر دیوبند	اگست ۱۹۲۰ء
۲۱۳۰	ٹی کے لائی کولمبو	ستمبر ۱۹۲۰ء
۲۱۳۵	جناب برادر عبدالحق صاحب متعلم گوجرانوالہ	ستمبر ۱۹۲۰ء
۲۱۶۳	بابو حشمت علی صاحب ساماٹوی نگینہ	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۱۶۶	امام الدین صاحب چوکیدار چک ۲۲۳	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۱۸۶	شیخ محمد رفیق صاحب متعلم تخت ہزارہ	جون ۱۹۲۰ء
۲۲۰۲	میاں مبارک خان صاحب متعلم قصبہ کرانت	دسمبر ۱۹۲۰ء

نمبر	نام و مقام	ماہ سنہ
۲۲۰۵	ابو احمد حسام الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر فینی	جنوری ۱۹۲۰ء
۲۲۴۲	ایم ایچ اے قادر صاحب حیدرآباد دکن	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۲۴۵	سیکرٹری احمدیہ لائبریری ایبٹ آباد	اپریل ۱۹۲۱ء
۲۲۵۰	ایم سید محمد صاحب کولمبو	جون ۱۹۲۰ء
۲۲۵۱	زین الدین صاحب 〃	جون ۱۹۲۰ء
۲۲۵۲	جناب مجید خان صاحب 〃	جون ۱۹۲۰ء
۲۲۷۶	محمد سعید صاحب متعلم کاہنوآن	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۲۷۷	چودھری اللہ دتہ صاحب متعلم سکول جھمرہ	دسمبر ۱۹۲۰ء
۲۲۸۴	سردار رحمت اللہ صاحب ایبٹ آباد	جولائی ۱۹۲۱ء
۲۲۹۴	جناب جگد میا پرشاد ماسٹر لکھنؤ	نومبر ۱۹۲۰ء
۲۲۹۹	ایم ایس محمد سعید صاحب سرگودھا	جون ۱۹۲۱ء
۲۳۲۴	جناب نور محمد صاحب جامپور	جون ۱۹۲۱ء
۲۳۰۴	مرزا اعظم بیگ صاحب بکٹ کلکٹر سٹیشن ...	دسمبر ۱۹۲۰ء

ہندوستان سے باہر رہنے والے خریداران رسالہ توجہ فرماویں

مندرجہ ذیل فہرست میں ان خریداروں کے نام درج ہیں جن کی قیمت ختم ہو چکی ہے۔ مہربانی فرما کر اپنے اپنے ذمے کا بقایا اور آئندہ کیلئے پیشگی قیمت تین روپے آٹھ آنے سالانہ کے حساب بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور فرماویں۔ ورنہ مجبوراً رسالہ بند کر دیا جائیگا:۔

نمبر	نام و مقام	قیمت ختم ہونیکی تاریخ
۲۰۱۵	ڈاکٹر شمس الدین صاحب افریقہ	مارچ ۱۹۲۰ء
۲۲۴۲	اے کے احمدی کینڈی	دسمبر ۱۹۲۱ء
۲۲۰۰	ڈاکٹر عبداللہ صاحب	اگست ۱۹۲۱ء
۲۲۰۶	بابو عبدالرحیم صاحب عراق عرب	اگست ۱۹۲۱ء
۲۲۵۰	جناب محمد زمان صاحب اوورسیر	جون ۱۹۲۲ء
...	بو سول ...ش صاحب بوشہر	دسمبر ۱۹۲۱ء

نمبر	نام و مقام	قیمت ختم ہونیکی تاریخ
۲۴۱۳	بابو نور محمد صاحب کلرک بغداد	جولائی ۱۹۲۲ء
۲۴۰۵	جناب ابوبکر صاحب ...	دسمبر ۱۹۲۰ء
۳۶۴	جناب اکبر علی صاحب آسٹریلیا	جون ۱۹۲۱ء
۱۱۳۱	جناب سبحان محمد صاحب ماریشس	دسمبر ۱۹۱۹ء
۱۳۲۰	جناب غلام مجتبیٰ صاحب ہانگ کانگ	جون ۱۹۲۰ء
۱۳۸۰	جناب براہیم صاحب کناڈا	دسمبر ۱۹۲۰ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر	نام و مقام	قیمت ختم ہونے کی تاریخ
۱۳۸۳	جناب مولا صاحب بعضو ماریشس -	اگست سنہ ۱۹۱۵ء
۵۲	جناب ملک محمد حسین صاحب - نیروبی -	دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء
۲۰۸۰	جناب نبی اینڈ رسول - ماریشس -	دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء
۲۰۸۱	جناب باقر اینڈ مہدی - ماریشس -	جولائی سنہ ۱۹۱۹ء
۲۰۸۲	جناب روشن علی صاحب ماریشس -	دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء
۵۴۴	جناب ملک محمد حسین صاحب بغداد -	دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء
۲۱۶۴	جناب حکیم رحمت علی صاحب سنگاپور -	دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء
۲۱۸۲	جناب ایم محمد الدین صاحب - فارس -	جون سنہ ۱۹۱۹ء
۲۲۱۴	ایم وزیر محمد صاحب - آبادان -	جون سنہ ۱۹۲۱ء
۲۰۱۳	شیخ اسمٰعیل صاحب جنوبی افریقہ -	دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء
۲۰۱۴	جناب محمد ابراہیم صاحب ماریشس -	دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء
۳۶۶	جناب زین العابدین صاحب ″ -	دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء

نمبر	نام و مقام	قیمت ختم ہونے کی تاریخ
۳۷۰	جناب الٰہی بخش صاحب ماریشس -	دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء
۴۹۰	ملک احمد حسین صاحب - نیروبی -	دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء
۲۳۱۸	میاں جی مسافر - ماریشس -	دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء
۲۳۲۰	جناب محمد یعقوب صاحب ″ -	جولائی سنہ ۱۹۲۱ء
۲۳۳۷	جناب محمد عثمان صاحب ″ -	دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء
۲۳۹۶	جناب جبر اللہ خاں صاحب نائیجیریا -	دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء
۵۰۷	جناب محمد عبد العزیز خان صاحب - عراق عرب -	دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء
۵۱۸	جناب محمد ایوب خان صاحب - افریقہ -	دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء
۲۴۶۶	جناب علی احمد صاحب - ماریشس -	دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء
۲۴۰۸	جناب رمضان بخت انجینئر ماریشس	جون سنہ ۱۹۲۱ء
۱۲۸۶	جناب ابوبکر صاحب - جدہ -	دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء

بقایا داران غیر ممالک -

ان صاحبان کے نام رسالہ بند ہے - مگر بقایا بہت ہے اگر وہ عطا فرماویں -

(۱۶۶۱) رحیم بخش صاحب کیسومو افریقہ - عہ/- (۱۵۲۳) نور محمد صاحب کیسومو افریقہ - ۱۵/۱۲

(۱۴۸) سید جلال صاحب - زیلا - ۹/۱۲ - (۲۱۵۵) جمعدار محمد اسمٰعیل - حال جابیو - ۱۲/

جن کی قیمت بابت سنہ ۱۹۲۲ء وصول نہیں ہوئی

ان کے علاوہ ۲۷۳ ایسے اصحاب ہیں جو پہلے خریداران تشحیذ تھے اور اب ان کے نام ریویو جاتا ہے (وہ پہلے ریویو کے خریدار نہ تھے) مگر سنہ ۱۹۲۲ء کی قیمت تاحال ان سے وصول نہیں ہوئی وہ نوٹ کریں کہ سنہ ۱۹۲۲ء کا چندہ وصول کرنے کے لئے انکے نام جولائی کا رسالہ وی پی ہوگا -

وہ قدیمی خریداران ریویو جنہوں نے تاحال سنہ ۱۹۲۲ء کا چندہ نہیں دیا اور جن کے نام کئی سالوں سے بقایا چلا آتا ہے - ان کے نام نامی اگلے رسالے میں درج ہونگے *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے نظیر مجرّبات

مندرجہ ذیل رعایتی قیمت پر صرف ایک لاکھ پڑیا فروخت ہوگی

بعد میں پوری قیمت لیجاویگی

ان ہر سہ اشیاء کے موجد نے سالہا سال کے طویل اور کامیاب تجربہ کے بعد ان اشیاء کو بذریعہ اشتہار شائع کرنے اجازت دی ہے۔ موجد صاحب کہتے ہیں۔ کہ میری ساری عمر کی کمائی صرف یہی چار کامیاب اور تیر بہدف مجرّبات ہیں جن کا اثر فوری اور ضروری گویا ننانوے فیصدی ہے۔ قیمت کم محض اسلئے رکھی گئی ہے۔ تاکہ افادہ عام ہو کر عام اشتہار ہو۔ اسلئے ضرور ہمتد احباب اس موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھاویں۔ یہ اشیاء اشرفیوں کے دام بھی فروخت ہوں تو سستی ہیں۔ اسلئے ان کی ارزانی پر حسن ظنی سے کام لیکر کم از کم ایک مرتبہ بطور امتحان ہی سہی منگا کر استعمال کریں۔ اور ان کے کرشمے دیکھیں۔ چند پیسوں کی بات ہے کھرا کھوٹا فوراً معلوم ہوجائیگا:۔

سُرمہ نُور البصر } دھند۔ غبار۔ پانی بہنا۔ کمیٔ نظر۔ سفیدی آنکھ۔ وغیرہ تمام امراض کے لئے مفید ہے۔ اسکے چند روز کے استعمال سے انشاء اللہ عینک پہننے والوں کو عینک کی ضرورت نہ رہیگی۔ قیمت فی پڑیا جو چھ ماہ کیلئے کافی ہوگی۔

گُکروں کی دوائی } یہ موذی مرض آجکل عام طور پر پھیل رہا ہے۔ بچوں اور بڑوں میں۔ صرف چار دفعہ کے استعمال سے خواہ کتنے ہی پرانے ککرے ہوں۔ انشاء اللہ افاقہ ہوجائیگا۔ نہایت ہی مجرب دوائی ہے ۶/

بچّوں کو صرع یعنی مرگی کی دوائی } جسکے ایک دو دفعہ کے استعمال سے مرگی بفضل خدا بالکل رفع ہوجاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۶/ جس کو مرگی بکثرت دن میں کئی بار پڑتی ہو۔ وہ جلد اچھا ہوجاتا ہے اور جسکو دیر سے پڑتی ہو۔ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاتا } عمہ/

علاج دردِ شقیقہ و دردِ عصابیہ } بغیر تکلیف تین منٹ میں دردِ شقیقہ رفع ہوجاتا ہے۔ انشاء اللہ اور پھر وہ سال تک نہیں ہوتا۔ فی شیشی قیمت عمہ/

ملنے کا پتہ:۔ **کتاب گھر قادیان**

سالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوٹ:۔ کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری ۱۹۲۲ء کی نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلا قیمت و محصولڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیجدیجئے۔ جنتری بواپسی ڈاک آپکی خدمت میں روانہ کردیجائیگی۔

سیبتی لائن

خونی بواسیر اور خون بند کرنیکی دوا۔ یہ خوشبودار بے ذائقہ دوا چند بوٹیوں سے بنی ہے اور خون بند کرنے میں بے مثل ہے ناک سے خون جاتا ہو تو تھوڑا یہ عرق سونگھ لینے سے اسی وقت بند ہوجاتا ہے مسوڑھوں سے اگر خون جاری ہو تو مساوی مقدار سے گرم پانی میں عرق ملاکر روز کلی کرنے سے مسوڑے سخت ہوجاتے ہیں اور خون بند ہوجاتا ہے مُنہ کے راستے یا بلغم کے ساتھ خون جاتا ہو تو اس دوا کے استعمال کرنیسے فوراً ہی آرام ہوجاتا ہے قیمت ۸؍ پچکاری ۱۰؍ محصولڈاک ۱۱؍

پُرانے ملیریا بخار کی گولیاں

چار پانچ ہی خوراک میں بخار ۔۔۔ جاتا ہے۔ لرزہ۔ بخار پُرانا ہوجانے پر باری سے نہ آکر دن رات تھوڑا بہت چڑھا رہتا ہے جسم کا خون پانی سا ہوجاتا ہے اور آدمی کا رنگ پھیکا میلا ہوجاتا ہے تھوڑی محنت سے کلیجہ کانپتا ہے سانس پھولتی ہے کھانے کی خواہش و قوت بہت ہی گھٹ جاتی ہے۔ تلی و کلیجہ کے بڑھنے سے پیٹ نکل آتا ہے کبھی منہ اور ہاتھ پیروں میں ورم آجاتا ہے۔ اور زندگی وبال ہوجاتی ہے ایسی حالت میں یہ گولیاں فائدہ کرتی ہیں قیمت چوبیس گولیوں کی ڈبیہ ۱۰؍ محصول وغیرہ ۶؍

دوائیوں کے تیل

ہو ذیل دوائیوں کے تیل دو تین بوند پاؤ آدھ سیر دوا کے فائدہ دیتے ہیں اور کوٹ پیسنے کی تکلیف سے بھی بچتے ہیں اور آسانی سے پی سکتے ہیں

(۱) روغن صندل۔ سوزش کیلئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ۱۲؍ محصول ایک سے تین شیشی تک ۶؍
(۲) اجوائن کا تیل۔ قے بدہضمی کیلئے ایک ہی دوا ہے۔ " ۸؍ " " ۶؍
(۳) روغن سونٹھ۔ یہ بھوک بڑھاتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے۔ " ۱۲؍ " " ۶؍
(۴) روغن سونف۔ پیٹ پھولنا اور دست وغیرہ کیلئے مفید ثابت ہوا ہے۔ " ۶؍ " " ۶؍
(۵) روغن دال چینی۔ یہ دال چینی کے ملائم چھلکوں سے بنا ہے اور نہایت خوشبودار ہے " ۸؍ " " ۶؍
(۶) روغن لونگ۔ متلی اور ریاح کو رفع کرتی ہے اور درد شکم و بدہضمی کو مفید ہے " فی شیشی ۶؍ " ۴ تک ۶؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ